نفرت انگیزی کا کلچر
مذہب یا عقیدے کی آزادی 2022-23
پاکستان کمیشن برائے
انسانی حقوق
HRCP

نفرت انگیزی کا کلچر

مذہب یا عقیدے کی آزادی 2022-23

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

آئی ایس بی این : 978-627-7602-37-6

پرنٹنگ وژنریز ڈویژن
90اے۔ائیر لائنز ہاؤسنگ سوسائٹی
خیابان جناح، لاہور

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
ایوان جمہور
107 - ٹیپو بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن،
لاہور 54600
فون : 9969 3586 ,4994 3586 ,8341 3583 42 92+
ای میل : hrcp@hrcp-web.org
www.hrcp-web.org

اعترافات:
پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق رابعہ محمود کا یہ رپورٹ لکھنے پر شکریہ ادا کرتا ہے

Funded by the European Union

اظہار برات: یہ دستاویز یورپی یونین کے مالی تعاون سے شائع کی جا رہی ہے۔اس دستاویز کے مواد کی کامل ذمہ داری ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کی ہے اور کسی بھی صورت میں یہ یورپی یونین کی پوزیشن کی نمائندگی نہیں کرتی۔

فہرست

1 تعارف

پاکستان میں مذہب کے نام پر ہونے والا تشدد بڑھتے بڑھتے اب روزہ مرہ کا معمول بن چکا ہے۔ افسوس ناک بات یہ ہے کہ پاکستان میں اکثریتی فرقے کے مسلمانوں کے جذبات ہی واجب التعظیم سمجھے جاتے ہیں اور انھیں مذہبی اقلیتوں اور دوسرے فرقوں پر ترجیح دی جاتی ہے۔ ایسی مثالیں بہت کم ملتی ہیں جہاں قانون نافذ کرنے والے ادارے، توہینِ مذہب کے الزام کا ہدف بننے والوں کو مذہب کے نام پر بے قابو ہجوم کے تشدد اور فرقہ وارانہ گروہوں کے غیض وغضب سے بچا سکے، لہٰذا اگر کبھی قانون نافذ کرنے والے ادارے ایسا کر پائیں تو ان کی کارگردگی کو بہادرانہ قرار دیا جاتا ہے اور سراہا جاتا ہے۔

زیرِنظر رپورٹ جولائی 2022 سے جون 2023 تک کے عرصے کا احاطہ کرتی ہے۔ اس رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ریاستی اداروں نے دسمبر 2021 میں سیالکوٹ میں سری لنکا کے شہری پریانتھا کمارا کے توہین مذہب کے نام پر ہجوم کے ہاتھوں بہیمانہ قتل سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ اس وقت سے آج تک مذہب کے نام پر ماورائے عدالت قتل، تشدد کی کوششوں اور ٹارگٹ کلنگ کے واقعات کا ایک سلسلہ جاری وساری ہے۔

پاکستان کی بڑی سیاسی جماعتوں کے مذہبی کارڈ کا استعمال کرنے اور سیاست دانوں کے بیانات نے، جو اپنی انتخابی مہم میں مذہب کے نام پر سیاست کرتے ہیں، فرقہ وارانہ بیانیوں کو مزید مضبوط بنایا۔ سکیورٹی اسٹیبلشمنٹ کے سیاسی فضا کو قابو میں رکھنے کے نام پر دائیں بازو کی انتہا پسند اسلامی گروہوں پر انحصار کی سزا پاکستانی شہریوں کو مسلسل بھگتنا پڑ رہی ہے۔

عدلیہ، باوجود سپریم کورٹ کی مثبت کوششوں کے، مذہب یا عقیدے کی آزادی کی خلاف ورزی کا ہدف بننے والے افراد کو انصاف کی فراہمی میں ناکام رہی ہے۔ ریاستی اداروں نے 'امن وامان برقرار رکھنے، اور تشدد پر

اکسانے کے عمل کی روک تھام کے لبادے میں مذہب سے متعلق جرائم کے الزام میں لوگوں کی گرفتاری کو روزمرہ کا معمول بنالیا ہے۔ ریاست کا یہ پرانا اور غلط نقطہ نظر کہ مذہب کے نام پر ہونے والے جرائم کی غیر موجودگی ماورائے عدالت تشدد میں اضافے کا باعث بنے گی، مذہبی اقلیتوں کی شہری آزادیوں کو محدود کرنے کے لیے بہانے کے طور پر استعمال ہوتا رہا۔ ایسے قوانین کے بھرپور نفاذ کے باوجود آج بھی تشدد بڑے پیمانے پر جاری ہے۔

ریاستی نمائندوں کے عالمی پلیٹ فارموں پر دیے گئے بیانات اور نجی محفلوں میں اپنائے گئے امتیازی بیانیوں میں بھی نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ عالمی ادواری جائزے (یو پی آر) کے دوران پاکستان کی ریاست کی جانب سے تسلیم شدہ ذمہ داریوں اور سفارشات کا پابند ہونے کے باوجود ہمارے ہاں مذہبی اور عقیدے کی آزادیوں کے بین الاقوامی معیارات کی سنگین خلاف ورزیاں ایک معمول بن چکی ہیں۔

2022-23 کے دوران ہونے والے واقعات سے یہ بھی واضح ہوا ہے کہ انتہائی دائیں بازو کی تحریک لبیک پاکستان (ٹی ایل پی) کا ابھرنا اور بطور سیاسی جماعت تشکیل پانا، مذہب اور عقیدے کی آزادی پر پابندیوں میں اضافے سے جڑا ہوا ہے۔ کئی برسوں سے ٹی ایل پی کی طرف سے ہونے والی نفرت اور تشدد کی تبلیغ اور مخصوص مذہبی تشریحات کو ہتھیار بنانے نے مذہب، عقیدے اور اظہار کی آزادیوں کو بے پناہ نقصان پہنچایا ہے۔ جماعت اسلامی اور جمعیت علمائے اسلام (ف) سمیت مختلف مذہبی جماعتوں نے اپنے اراکین پارلیمنٹ اور سیاسی اثر رسوخ کو، مذہبی آزادیوں کو پیچھے دھکیلنے کے لیے استعمال کیا ہے۔ سیاست دانوں کی جانب سے توہینِ مذہب کے قوانین کے دائرہ کار میں وسعت کی آئینی کوششیں سب کی شمولیت پر مبنی پاکستان کے امکان کے لیے ایک بڑا دھچکا ثابت ہوئی ہیں۔

ایک تشویش ناک رجحان وکلا برادری کے کچھ گروہوں کا انتہائی دائیں بازو کے بیانیے کو بڑھاوا دینا ہے اور وہ مذہبی اقلیتوں پر ظلم و ستم کی قوتوں کے نمائندے بن گئے ہیں۔ مثال کے طور پر چند بار کونسلوں نے یہ لازمی قرار دے دیا ہے کہ اگر کوئی احمدی وکالت کرنا چاہتا ہے تو وہ اپنے احمدی غیر مسلم ہونے کا اعلان کرے۔ وکلا برادری جو قانون اور انصاف تک رسائی کا ایک زریعہ تصور کی جاتی ہے اس کی طرف سے ایسے اقدام پاکستان میں مذہب یا عقیدے کی آزادی کے لیے کوئی اچھا شگون نہیں ہیں۔

مذہبی اقلیتیں اور اقلیتی فرقے زندگی اور موت دونوں میں ہی مصائب کا شکار ہیں۔ وہ مذہب کے نام پر کیے جانے والے تشدد کے ساتھ ساتھ مذہبی عبادت گاہوں تک رسائی کی راہ میں رکاوٹوں، گھروں، کام کی جگہ، عام مقامات غرض ہر جگہ پر حملوں کے خوف، من مانے قانونی اقدامات کے ذریعے پروفائلنگ، قبروں کی بے حرمتی اور متعصّبانہ تقاریر کا سامنا کرنے جیسے مسائل کا شکار ہیں۔ ملک میں انسانی حقوق کی زبوں حالی کا اندازہ لگانے کے لیے یہ جاننا کافی ہے کہ جبری تبدیلی مذہب کے واقعات اس سال بھی مسلسل جاری رہے۔ اس گھناؤنے جرم کے خلاف قانون سازی نہ ہوسکنا اور کم عمری کی شادیوں کے قانون کی غیر موجودگی کے باعث معاشرے کے سب سے کمزور طبقے یعنی اقلیتی خواتین اور لڑکیاں آئے دن اس ظلم کا شکار ہوتی ہیں۔ اقلیتی خواتین صنفی بنیادوں پر ہونے والے تشدد کا شکار بھی ہوتی ہیں لیکن یہ واقعات منظر عام پر نہیں آتے۔

2014 میں جسٹس تصدق حسین جیلانی کے سپریم کورٹ میں مذہبی اقلیتوں کے متعلق دیے گئے اہم فیصلے پر عمل درآمد نہ ہونے، سپریم کورٹ کی جانب سے ترقی پسندانہ فیصلوں کو نظرانداز کرنے اور آئین میں دیے گئے حقوق کی پرواہ نہ کرنے کے عمل نے مل کر، مذہب اور عقیدے کی آزادی کی خلاف ورزیوں کو بڑھاوا دیا ہے۔ علاوہ ازیں شہری آزادیوں پر قدغن اور انسانی حقوق کے دفاع کاروں کو نشانہ بنانا ایسے عوامل ہیں جنہوں نے ایسے معاشرے کی تشکیل کی تحریک جہاں کمزور طبقے عزت اور حفاظت سے رہ سکیں، کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔

یہ رپورٹ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی جانب سے ایک سالانہ سیریز کی چوتھی کڑی ہے جس کا آغاز 2019 میں کیا گیا تھا۔ یہ رپورٹ مذہب یا عقیدے کی آزادی کی صورت حال کا سالانہ جائزہ پیش کرتی ہے۔ تشدد کے رجسٹر ہونے والے واقعات، امتیازی قوانین کے باعث واقعات میں بڑے پیمانے پر اضافے، قیدیوں کے متعلق اعداد و شمار، انسانی حقوق کے دفاع کاروں، وکلا اور مظلوم گروپوں کے انٹرویو اور پنجاب اور سندھ میں ایچ آر سی پی کے فیکٹ فائنڈنگ مشن سے ملنے والی معلومات کی کی بنیاد پر مرتب کی گئی۔ یہ رپورٹ بتاتی ہے کہ اقلیتی عقیدہ رکھنے والے شہری اور وہ لوگ جو ریاست کے مذہب کی اکثریتی تشریح کو نہیں مانتے ان کی آزادیاں اس سال بھی مسلسل حملوں کی زد میں رہیں۔

2 طریقہ کار

یہ رپورٹ ایچ آر سی پی کی شائع شدہ تفتیشی رپورٹوں، پریس میں مذہب یا عقیدے کی آزادی کی خلاف ورزیوں کے رپورٹ شدہ واقعات، قانون سازی، سرکاری اور قانونی دستاویزات، سوشل میڈیا پوسٹوں اور بصری ثبوتوں، اوراس کے علاوہ دوسرے ماخذ سے حاصل شدہ معلومات کی بنیاد پر تیار کی گئی ہے۔ رپورٹ بتاتی ہے کہ مذہب یا عقیدے کی آزادی کی خلاف ورزیوں کے متعلق حکومتی ریکارڈ بہت کم دستیاب ہیں اور جو ریکارڈ موجود ہے وہ سرسری اور نامکمل ہے اوراس تک رسائی مشکل ہے۔

ایچ آر سی پی نے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے معائنے کے طریقہ کار کے مطابق اعداد وشمار کے معتبر ہونے کی تصدیق اور جانچ پڑتال میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ جہاں ضروری تھا۔ہم نے معلومات کے ذرائع کو خفیہ رکھا تاکہ انہیں ہر قسم کے ممکنہ خطرات سے محفوظ رکھا جا سکے۔

ایچ آر سی پی نے متعلقہ صوبائی اداروں کو توہینِ مذہب کے الزام میں پابند سلاسل قیدیوں اور صوبے میں درج کیے گئے کل مقدمات کی تعداد کی فراہمی کی تحریری درخواست کی لیکن اس رپورٹ کی تیاری کے وقت تک صرف سندھ کے اداروں نے متعلقہ اعداد وشمار فراہم کیے۔ پنجاب کے اعداد وشمار ایک سرکاری ویب سائٹ پر پہلے ہی موجود ہیں۔

مذہب سے متعلق جرائم کی تعداد جاننے کے لیے ایچ آر سی پی نے غیر سرکاری تنظیموں اور ظلم کا شکار مذہبی اقلیتی گروپوں کی جانب سے توہین مذہب اور جبری تبدیلی مذہب کے واقعات کے متعلق مرتب کیے گئے اعداد وشمار کا بھی جائزہ لیا اور تجزیہ کیا۔

ان تمام ذرائع سے جمع کی گئی معلومات کو آئین، مقامی قانون اور بین الاقوامی انسانی حقوق کے اُن معیارات کی روشنی میں پرکھا گیا ہے جن پر عمل درآمد کا پاکستان پابند ہے۔

3 مذہب یا عقیدے کی آزادی اور عالمی ادواری جائزہ (یو پی آر)

30 جنوری 2022 کو پاکستان نے جنیوا میں اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کی کونسل کے چوتھے ادواری جائزے کا سامنا کیا۔[1] انسانی حقوق کے مقامی معائنہ کاروں، سول سوسائٹی کی تنظیموں اور بین الاقوامی نگرانوں نے اپنی اپنی گزارشات میں پاکستان کی اہم خلاف ورزیوں اور ناکامیوں کی نشاندہی کی۔ (دیکھیے باکس 1)

باکس 1: یو پی آر میں پاکستان کی کارکردگی

اگرچہ یو پی آر کو رکن ریاستوں کے درمیان دوستانہ کارروائی سمجھا جاتا ہے لیکن یہ جائزہ مذہب، عقیدے، اظہار اور عورتوں اور بچوں کے حقوق کی آزادی کے متعلق پاکستانی وعدوں کی یاددہانی کراتا ہے۔ رکن ممالک کی جانب سے نمایاں تعداد میں موصول ہونے والی سفارشات (کل 340 موصول ہوئیں) جبری تبدیلی مذہب، شادی کی کم از کم عمر، کم عمری کی شادی اور صنفی بنیادوں پر تشدد کے خاتمے، میڈیا کی آزادیوں، صحافیوں کے تحفظ، دوران حراست تشدد، سزائے موت، توہین مذہب کے قوانین کا غلط استعمال، احمدیوں پر ظلم وستم، اور جبری گمشدگیوں کی نشاندہی کرتی ہیں۔ یو پی آر کے گزشتہ جائزوں میں بھی امتیازی قانون سازی مثلاً توہینِ مذہب کے قوانین پر، جو پاکستان کے بین الاقوامی ذمہ داریوں سے مطابقت نہیں رکھتے، پر مسلسل سوال اٹھائے گئے۔

پاکستان نے 2022 کے یو پی آر میں مذہب یا عقیدے کی آزادی سے متعلق سفارشات کی بھرپور حمایت کی۔ ان سفارشات میں تمام اقلیتوں کو امتیازی سلوک اور ظلم وستم، تشدد سے محفوظ رکھنے کے لیے عملی اور قانونی اقدامات، آزادی اظہار رائے خاص طور پر انسانی حقوق کے کارکنوں اور صحافیوں کی حفاظت، انسانی حقوق کے دفاع کاروں کی حفاظت، انسانی حقوق کے قومی میکانزم میں بہتری لانے، خواتین اور لڑکیوں کو امتیازی سلوک سے محفوظ رکھنے، منصفانہ سماعت کے حق کو یقینی بنانے، اور قیدیوں کے ساتھ اچھے سلوک سے

متعلق فرائض پرعملدرآمد یقینی بنانا شامل ہے۔

عالمی ادواری جائزے کو پیش کی جانے والی سرکاری رپورٹ میں، جو 2022 کی آخری سہ ماہی میں جمع کرائی گئی، پاکستان نے یہ بتایا ہے کہ اس کی حکومت توہینِ مذہب کے قوانین کے غلط استعمال کو روکنے کے لیے کمربستہ ہے اور یہ کہ اس مقصد کے لیے موثر طریقہ کار اور 'انتظامی حفاظتوں' کا اہتمام کیا گیا ہے اور یہ کہ صوبائی پولیس کو مذہبی اقلیتوں کے حقوق کے متعلق زیادہ حساس بنایا گیا ہے۔[2] مزید یہ کہ پاکستان پینل کوڈ (پی پی سی) کی دفعہ 211 قانونی بنیادوں کے بغیر توہینِ مذہب کے جھوٹے الزامات پر سزا کی یقین دہانی کراتی ہے۔[3] تاہم حقائق یہ بتاتے ہیں کہ بے گناہوں پر توہینِ مذہب کے جھوٹے الزامات لگانے والوں کے خلاف استغاثہ کی کارروائی نہیں ہوئی۔

یو پی آر کے دوران، پاکستانی وفد کے ایک رکن نے بتایا کہ توہینِ مذہب کے قوانین امتیازی نہیں ہیں۔[4] اس دعوے کے برعکس، حقیقت یہ ہے کہ توہینِ مذہب کے قوانین اور ان کے عمل درآمد سے انسانی حقوق کی متعدد خلاف ورزیوں کا امکان پیدا ہوتا ہے جو مذہبی اقلیتوں کو غیر متناسب حد تک متاثر کرتا ہے۔ یہ قوانین بنیادی طور پر اکثریتی سنی اسلام کے نام پر نافذ کیے جاتے ہیں۔ سرکاری رپورٹ یہ بتاتی ہے کہ توہینِ مذہب کے قوانین کے غلط استعمال کے تدارک کے لیے ضروری حفاظتی اقدامات میں سے ایک قدم یہ تھا کہ توہینِ مذہب کے مقدمات کی تفتیش کم از کم پولیس سپرنٹنڈنٹ کے عہدے کا افسر ہی کرسکتا ہے۔ اس دعوے کا پول توہین مذہب کے ان مقدمات نے کھول دیا جو پولیس کی سطح پر جونیئر افسران، جیسا کہ سٹیشن ہاؤس آفیسرز (ایس ایچ او) اور حتیٰ کہ اسسٹنٹ سب انسپکٹرز (اے ایس آئی) نے درج کیے۔ پاکستان کی جانب سے قبول کی گئی سفارشات موضوعی اعتبار سے پائیدار ترقی کے اہداف (ایس ڈی جی) اور ریاست کی بین الاقوامی ذمہ داریوں کے ذیل میں آتی ہیں۔

4 سیاسی جماعتیں اور مذہبی کارڈ

گذشتہ برسوں کی طرح اس سال بھی صرف انتہائی دائیں بازو کی جماعتوں نے ہی نہیں بلکہ بڑی سیاسی جماعتوں اور قانون سازوں نے بھی مذہبی کارڈ کو سیاسی مقاصد کے لیے بطور ہتھیار استعمال کیا (باکس 2 دیکھیے)۔ جولائی 2022 میں پی ایم ایل کیو سے تعلق رکھنے والے اس وقت کے نومنتخب وزیر اعلیٰ چوہدری

باکس 2: تحریک لبیک پاکستان کا تشویشناک عروج

بطور ایک سیاسی جماعت کے تحریک لبیک پاکستان (ٹی ایل پی) ایک انتہائی دائیں بازو کا بریلوی گروہ ہے جس نے توہینِ مذہب کے قوانین کے تحفظ اور توسیع کے لیے مسلسل مہم چلا رکھی ہے۔ ٹی ایل پی کا نصب العین عوام میں نفرت انگیز بیانیوں کو پھیلانا ہے۔ ٹی ایل پی نے پنجاب اور سندھ میں اپنے مضبوط سیاسی مراکز کو احمدی اور مسیحی اقلیتوں کو توہینِ مذہب اور مذہب سے متعلق دوسرے جرائم میں نشانہ بنانے کے لیے استعمال کیا۔ ٹی ایل پی کے کارکن دھمکانے کے مختلف حربے استعمال کرتے ہیں، تشدد کرتے ہیں اور دوسروں کو تشدد پر اکساتے ہیں۔ یا پھر یہ یقینی بناتے ہیں کہ غیر مسلم شہریوں کے خلاف مقدمات درج ہوں۔ مثال کے طور پر، احمدیہ کمیونٹی کے مطابق جولائی 2022 میں عیدالاضحیٰ کو اپنے گھروں کے اندر منانے پر 10 احمدیوں کے خلاف مقدمات درج کیے گئے جن میں سے 9 ٹی ایل پی کے حامیوں نے درج کراوئے۔[7]

ٹی ایل پی کے انتظامی نعروں میں سے ایک نعرہ توہینِ مذہب کے نام پر ہونے والے جرائم کے مبینہ مرتکب افراد کو قتل کرنے والوں کے حق میں اجتماعی طور پر لگایا جاتا ہے جو ان کے عوامی اجتماعات میں مسلسل گونجتا رہا۔ مذہب کے نام پر ظلم کرنے والے اپنے پرتشدد اقدامات کے دفاع میں ٹی ایل پی کی جانب سے دیے گئے بیانات اور نعروں کے حوالے دیتے ہیں۔[8] ستمبر 2022 میں ٹی ایل پی کے رہنما محمد نعیم چٹھہ قادری نے ایک اجتماع سے خطاب کے دوران سامعین کو احمدیوں کے شیر خوار بچوں کو قتل کرنے اور احمدی حاملہ عورتوں کو جان سے مارنے کی ترغیب دی۔ اس کا کہنا تھا کہ "آج کے بعد پیدا ہونے والا کوئی بھی احمدی ٹی ایل پی کے ہاتھوں زندہ نہیں بچے گا"۔[9]

پرویز الٰہی نے نکاح نامے کے فارم میں تبدیلی کرتے ہوئے ختم نبوت کا حلف نامہ شامل کرنے کے لیے صوبائی اسمبلی کو ہدایات جاری کیں۔[5] یہ پالیسی کئی دہائیوں سے جاری احمدیوں کو مرکزی دھارے سے خارج کرنے کی پالیسی کی عکاس ہے۔ مذہب یا عقیدے کی آزادی اور پرائیویسی کے اصول کی سنگین خلاف ورزی کرتے ہوئے خوشاب سے تعلق رکھنے والے پی ایم ایل کیو کے رہنما نے ڈپٹی کمشنر کو ایک احمدی شخص سے متعلق تفصیلات سے آگاہ کیا جس کے گھر میں احمدی اپنی عبادت کے لیے جمع ہوئے تھے، اور اس کمیونٹی کے افراد کو شہر بدر کرنے کا مطالبہ کیا۔[6]

مرکزی دھارے کی سیاسی جماعتوں نے بھی مذہب کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا۔[10] ستمبر 2022 میں پی ایم ایل ن نے پی ٹی آئی کے سابقہ وزیراعظم عمران خان پر مذہبی حوالوں کے غلط استعمال کا الزام لگایا۔ جس کے جواب میں خان اور اس کی پارٹی کے حمایتیوں نے احتجاج کیا کہ پی ایم ایل ن اپنے ان جھوٹے الزامات سے عمران خان کی زندگی کو خطرات سے دوچار کر رہی ہے اور انھیں قانونی کارروائی کی دھمکی دی۔[11] خان نے خود اپنی انتخابی مہم میں، اور حکومت سے فارغ ہونے کے بعد بھی اپنے حمایتیوں کو سول نافرمانی پر اکسانے کے لیے مذہب کا نام استعمال کیا۔[12]

اگست 2022 میں صحافی وقار ستی کو اس کی سوشل میڈیا پوسٹوں میں توہینِ مذہب اور ہتک عزت کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا جن میں اس نے خان کے بیانات میں استعمال ہوئے مذہبی حوالوں کی بات کی تھی۔[13] وقار ستی کے خلاف درخواست گزار پی ٹی آئی کا ایک باقاعدہ عہدیدار تھا۔ نومبر 2022 میں عمران خان ایک قاتلانہ حملے میں بال بال بچے۔[14] اس وقت کی ذمہ دار حکومت نے[15] اس کا محرک مبینہ مجرم کی مذہبی انتہاپسندی کو قرار دیا تھا۔[16]

اسلامی سیاسی جماعتیں اس سال بھی مذہبی تقسیم کو مزید گہرا کرنے کے منصوبے پر کاربند رہیں۔ جنوری 2023 میں جماعت اسلامی کے رہنما مشتاق احمد چترالی نے توہینِ مذہب کے قوانین کا دائرہ کار وسیع کرنے کے لیے کریمنل لاز (ترمیمی بل) پیش کیا۔ بل کی ترامیم خاص طور پر شیعہ مسلک کے خلاف تھیں

اور صحابہ کرام کی توہین کی سزا میں دس سال اضافے کی متقاضی تھیں۔ یہ بل قومی اسمبلی اور پھر سینٹ سے منظور کر لیا گیا۔[17] بل پیش کرنے سے قبل چترالی نے احمدیہ کمیونٹی کے مذہبی مخطوطوں کی اشاعت پر پابندی کے خلاف بھی مہم چلائی تھی۔[18]

2020 میں قائم کیے گئے اقلیتوں کے قومی کمیشن (ایک ایسا ادارہ جو نہ تو قانونی ہے اور نہ ہی خود مختار ہے) میں پریشان حال احمدیوں کو شامل نہیں کیا گیا۔[19] دسمبر 2022 میں اس وقت کے وزیراعظم شہباز شریف نے اعلان کیا کہ پارلیمنٹ اقلیتوں کے ڈرافٹ بل کے لیے قومی کمیشن کے لیے کام کرنا شروع کر رہی ہے۔[20] یہ بل سول سوسائٹی کی تنظیموں کی جانب سے تنقید کے باوجود قومی اسمبلی سے منظور ہو گیا۔ اگرچہ یہ بل پیرس پرنسپلز اور 2014 کے سپریم کورٹ کے فیصلے سے ہم آہنگ نہیں تھا۔ سول سوسائٹی کی تنظیموں کی ایک مشترکہ کمیٹی نے ڈرافٹ بل کو بہتر بنانے کے لیے مجوزہ ترامیم پیش کیں۔[21]

سکولوں کی نصابی کتب ایک زمانے سے اقلیتی عقائد کے تئیں غیر حساس رہی ہیں اور معاشرے میں امتیازی سلوک کو بڑھا رہی ہیں تاہم یکساں قومی نصاب کی پالیسی نے نصاب کے ذریعے امتیازی سلوک کے بڑھنے کے خدشات کو مزید بڑھا دیا ہے۔ 2022 میں ایچ آر سی پی کے سندھ اور پنجاب میں بھیجے گئے ایک فیکٹ فائنڈنگ مشن کے علم میں یہ بات آئی کہ مذہبی تفریق کے سبب بہاولپور کے علاقے یزمان میں سکول چھوڑنے والے مسیحی اور ہندو بچوں کی تعداد میں بہت اضافہ ہوا ہے۔[22]

اکتوبر 2022 میں سندھ میں سات اقلیتی عقیدوں سے تعلق رکھنے والے طالب علموں کو مذہبی نصاب پڑھانا شروع کیا گیا۔[23] مارچ 2023 میں قومی نصابِ تعلیم کونسل[24] نے وفاقی حکومت کے زیر اہتمام چلنے والے سکولوں میں اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے طلبہ کو پڑھانے کے لیے دینی نصاب کی اشاعت کے لیے این او سی جاری کیے۔ اس سے قبل اقلیتی عقائد سے تعلق رکھنے والے طالبعلموں کو اسلامیات کی بجائے اخلاقیات کا مضمون پڑھایا جاتا تھا۔

5 مذہب یا عقیدے کی آزادی پر پُر تشدد پابندیاں

5.1 اقلیتی خواتین اور لڑکیوں کی جبری تبدیلی مذہب

ہمیں پاکستان کی پارلیمنٹ کی ایسی قانون سازی کو مزید مضبوط کرنے میں ناکامی پر افسوس ہے جو جبری تبدیلی مذہب اور اقلیتی خواتین اور لڑکیوں کو متاثر کرنے والی جبری شادی کے مسئلے کو حل کر سکتی تھی۔ اس میں مذہبی اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا بل (2020) شامل ہے جو جبری تبدیلی مذہب کے متاثرین کی مدد، کم عمر اقلیتی لڑکیوں کے اغواء اور جبری شادی کے جرم میں قید کی سزا میں اضافے اور ایک مسلمان مرد اور غیر مسلم لڑکی کی شادی کو جبری اور کالعدم قرار دینے کے معاملات میں تحفظ فراہم کر سکتا تھا۔

اس بل کو ستمبر 2020 میں سینٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی برائے مذہبی امور و مذہبی ہم آہنگی نے مسترد کر دیا۔ کمیٹی کے کچھ اراکین کا موقف تھا کہ پاکستان میں اقلیتوں کو پہلے ہی کافی حقوق حاصل ہیں۔ جبکہ دیگر نے یہ دلیل دی کہ پاکستان میں اقلیتوں کی جبری تبدیلی مذہب کی صورت حال بھارت میں اقلیتوں کے ساتھ ہونے والے سلوک کے مقابلے میں پھر بھی بہتر ہے۔

یو این کے سپیشل پروسیجرز کی جانب سے حکومت پاکستان کو موصول ہونے والے مواصلات- 26 اکتوبر 2022[25]

اکتوبر 2022 میں اس وقت کی حکومت پاکستان کو یو این کی سپیشل پروسیجرز کی جانب سے ملنے والے مواصلات اور اس کے بعد جاری کیا گیا بیان مذہبی اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے بچوں کو جبری تبدیلی مذہب

سے محفوظ رکھنے میں ریاست کی ناکامی کو اجاگر کرتا ہے۔

جبری تبدیلی مذہب کی خلاف ورزیوں کی ایک لمبی فہرست کے باوجود سندھ اور پنجاب میں یہ سلسلہ جاری ہے جہاں ہندو اور مسیحی پاکستانیوں کی اکثریت آباد ہے۔ فروری 2023 میں ایچ آر سی پی کے فیکٹ فائنڈنگ مشن کے علم میں یہ بات آئی کہ گھوٹکی سندھ جبری تبدیلی مذہب کا مرکز بنا ہوا ہے۔[26] ستمبر 2022 میں ایک کم سن ہندو لڑکی[27] چندا مہاراج کو اغوا کیا گیا۔ بعدازاں یہ سامنے آیا کہ اسے مسلمان بنا دیا گیا۔ چندا کو دارالامان کے حوالے کر دیا گیا اور اسے اپنے خاندان سے ملنے نہیں دیا گیا۔[28] اسی سال دسمبر میں ایک ہندو مرد لالو کچھی کو اس مسلمان مرد نے مار دیا جس نے اس کی بہن لالی بائی کچھی کو عمرکوٹ، سندھ کے کنری کے علاقے[29] سے اغوا کیا تھا۔ جنوری 2023 سے پہلے یہ ملزم ضمانت پر رہا ہو گیا۔[30] ایک 13 سالہ مسیحی لڑکی کو لاہور میں ٹبہ صمد، مانگا منڈی سے ایک مسلمان مرد نے اغوا کیا اور بعد میں لڑکی کے والدین کے مطابق لڑکی کی شادی اسی 38 سالہ اغواء کار سے کر دی گئی۔[31] فروری 2023 میں ایک 17 سالہ ہندو لڑکی کرشمہ بھیل کو نوکوٹ، میرپور خاص سے اغوا کیا گیا اور اس کا مذہب جبراً تبدیل کرایا گیا۔[32] جون 2023 میں ایک اور مسیحی کم عمر لڑکی کو اغوا کیا گیا اور جبراً اس کا مذہب تبدیل کرایا گیا۔ انسانی حقوق کے معائنہ کاروں کی رپورٹ کے مطابق وہ لڑکی ابھی تک اپنے خاندان کے پاس واپس نہیں جا سکی۔

ایچ آر سی پی کی جمع کردہ معلومات یہ بتاتی ہیں کہ سندھ میں 2022 میں جبری تبدیلی مذہب کے کم از کم 20 واقعات رونما ہوئے۔ سماجی انصاف کے مرکز (سنٹر فار سوشل جسٹس) کی تحقیق کے مطابق 2022 میں مبینہ جبری تبدیلی مذہب کے واقعات میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے، کل 124 واقعات رپورٹ ہوئے جن میں 81 ہندو، 42 مسیحی اور ایک سکھ کا مذہب تبدیل کیا گیا۔ ان میں سے 45 لڑکیوں کی عمریں 14 سے 18 سال تھیں اور 29 اس سے بھی کم عمر کی تھیں۔ جبری تبدیلی مذہب کے سب سے زیادہ واقعات سندھ میں ہوئے۔ 82 لوگ اس کا شکار ہوئے۔ پنجاب میں 40 اور بلوچستان اور خیبر پختونخوا میں ایک ایک واقعہ رپورٹ ہوا۔ 2023 میں سنٹر فار سوشل جسٹس نے سندھ اور پنجاب میں جبری تبدیلی مذہب کے کم از کم 71 واقعات کی تصدیق کی۔ میرپور خاص میں ملک کے تمام اضلاع سے زیادہ کیسز سامنے آئے۔

اس کے بعد گھوٹکی اور عمر کوٹ رہے۔[33] تاہم یہ جاننا ضروری ہے کہ مقامی ہندوؤں کے حقوق کے لیے کام کرنے والی تنظیمیں جو ایسے واقعات کو درج کرنے کا کام کر رہی ہیں اور جن کا نیٹ ورک کافی وسیع ہے، یہ بتاتی ہیں کہ ہندو خواتین اور لڑکیوں کی جبراً تبدیلی مذہب کی تعداد کم رپورٹ ہوتی ہے اور یہ تعداد حقیقت میں اس سے کہیں زیادہ ہے۔[34]

سندھ اور پنجاب میں متاثرین کے ساتھ مل کر کام کرنے والے انسانی حقوق کے دفاع کار بتاتے ہیں کہ جبری تبدیلی مذہب کے شکار افراد کی بڑی تعداد کا تعلق کم آمدنی رکھنے والے گھرانوں سے ہے۔[35] اعداد وشمار بھی یہی بتاتے ہیں۔ انسانی حقوق کے دفاع کاروں نے یہ واضح کیا کہ مغوی کی بازیابی کا طریقہ کار ان کے خاندانوں اور مظلوم طبقوں کے لیے بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایف آئی آر تاخیر سے درج کرانا۔ اگر مغویوں کو پولیس ڈھونڈ لے تو انھیں دارالامان میں قیام کے دوران ان کے خاندانوں سے ملنے نہیں دیا جاتا۔[36] انسانی حقوق کے دفاع کاروں اور وکلا کے مطابق جبراً تبدیلی مذہب کے شکار بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی اور جنسی تشدد جیسے جرائم کا ارتکاب بھی کیا جاتا ہے۔ یہ صورت حال اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ حکام پی پی سی کی ان متعلقہ دفعات کا نفاذ کرنے میں ناکام رہے ہیں[37] جن کی مدد سے متاثرین کو تحفظ دیا جا سکتا ہے اور ان کے خاندانوں کو قانون کے مطابق انصاف مل سکتا ہے۔

جبری طور پر تبدیلی مذہب کو روکنے کے لیے قانون سازی میں کوئی پیش رفت نظر نہیں آئی۔ جون 2023 میں سندھ اسمبلی کے ہندو اراکین[38] نے اغوا اور جبراً تبدیلی مذہب کی شکار ایک کم عمر لڑکی سوہنا شرما کے لیے آواز اٹھائی۔ انھیں ایوان سے تند و تیز دلائل سننے کو ملے۔ ایوان میں ٹی ایل پی کے نمائندے نے تو "جبری طور پر تبدیلی مذہب کے بعد مسلمان کرنے کے عمل" کا دفاع کیا۔[39] قانون سازی یا صوبے میں پہلے سے منظور شدہ بلز کے نفاذ میں سستی انصاف کے حصول میں مستقل رکاوٹ بنی رہی۔ وزارت مذہبی امور و مذہبی ہم آہنگی نے معروف دینی رہنما پیر عبدالحق (جنھیں عرف عام میں میاں مٹھو کہا جاتا ہے) کو، بین المذاہب ہم آہنگی کے ایک پروگرام میں شرکت کی دعوت دی۔[40] حالانکہ وہ جبری یا مشکوک تبدیلی مذہب کی مہم کے سرخیل سمجھے جاتے ہیں۔ دسمبر 2022 برطانیہ کی جانب سے میاں مٹھو پر برطانیہ میں داخلے

اور وہاں کے شہریوں سے کسی بھی قسم کے لین دین پر پابندی لگادی گئی۔[41]

5.2 اقلیتی خواتین پر صنفی بنیاد پر تشدد

اقلیتوں سے تعلق رکھنے والی خواتین پر تشدد 23-2022 میں بھی کم رپورٹ ہوا۔ اگرچہ اقلیتی خواتین اور لڑکیوں کا اغوا اور جبراً تبدیلی مذہب بھی صنفی بنیاد پر ہونے والے تشدد کے زمرے میں آتا ہے لیکن اسے صنفی تشدد کے جرائم کی روک تھام کی مرکزی بحث میں شامل نہیں کیا جاتا۔ اقلیتی خواتین کے خلاف صنفی بنیاد پر ہونے والے بہیمانہ جرائم کے کچھ واقعات بعض اوقات پریس میں رپورٹ ہوجاتے ہیں لیکن نہ تو انہیں مناسب پریس کوریج ملتا ہے اور نہ اُن پر اُس سطح پر بحث ہوتی ہے جن کے یہ واقعات اہل ہیں۔

2023 میں کراچی میں ایک مسلمان نوجوان نے پیش قدمی سے انکار پر نوجوان مسیحی عورت پر تیزاب پھینک دیا۔[42] فیصل آباد کے علاقے سمندری میں ایک مسیحی لڑکی جو اپنے گھر سے باپ کے ساتھ باہر گئی اور بعد میں غائب ہوگئی تھی مردہ پائی گئی۔[43] ایک ہندو بیوہ دیا بھیل کی قتل ہونے کے بعد لاش ملی، اس کی مسخ شدہ لاش حیدرآباد میں کھیت کے اندر پھینک دی گئی تھی۔[44] جون 2023 میں لاہور میں شادی سے انکار کرنے پر تین بچوں کی ماں، ایک مسیحی عورت، ایک مسلمان مرد اور اس کے ساتھیوں کی جانب سے تیزاب گردی کا نشانہ بنی اور ماری گئی۔[45] مسیحی خواتین شادیوں کے بعد گھریلو تشدد، خاص طور پر کسی قانونی تحفظ کے بغیر صنفی بنیادوں پر کیے جانے والے تشدد کا اس سال بھی آسان ہدف رہیں، کیونکہ بنیادی طور پر مسیحیوں کے طلاق کے ایکٹ 1869 میں جدید خطوط پر ہونے والی ترامیم نہ ہونے کے سبب طلاق لینا مشکل ہے۔[46]

5.3 توہینِ مذہب اور مذہب کے متعلق جرائم

پنجاب کی بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کے استاد اور سکالر جنید حفیظ آج بھی ملتان میں سزائے موت کی کوٹھڑی میں ہیں جن پر 2013 میں توہینِ مذہب کا الزام لگایا گیا تھا۔ حفیظ کا مقدمہ پاکستان میں توہین مذہب کے قوانین کے غلط استعمال کے ساتھ ساتھ انصاف کی فراہمی کے نظام کی ناکامی کی علامت ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ توہین مذہب کے الزامات اکثر آزادی اظہار رائے پر جبر کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔

ایک 47 سالہ ہندو نوتن لال[47] جو سندھ میں گھوٹکی سکول کا پرنسپل تھا، توہین مذہب کے الزامات میں عمر قید میں ہے؛ اس کے خاندان کو اپنی سکیورٹی کے مدنظر اپنا شہر چھوڑنا پڑا۔ نوتن لال کے وکیل نے سندھ ہائی کورٹ میں اس کے لیے اپیل دائر کی ہے۔[48] توہین مذہب کے قانون کا شکار سینکڑوں افراد پہلے ہی قید کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ سزائے موت یا ٹرائل کے منتظر قیدی طویل غیر منصفانہ ساعتوں کا شکار ہیں۔ ان کے علاوہ جولائی 2022 سے جون 2023 کے دوران پاکستان بھر میں نئے مقدمات کے اندراج کا ایک نیا سلسلہ سامنے آیا۔

جولائی میں کراچی میں ایک موبائل کمپنی کی فرنچائز کے دفتر پر بلوائیوں نے مبینہ طور پر یہ الزام لگاتے ہوئے حملہ کر دیا کہ دو وائی فائی کے ڈیوائسز کے صارف ناموں کے ذریعے مقدس تاریخی اسلامی شخصیات کی توہین کی گئی ہے۔ مینیجر اور سٹاف کے کئی افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ عینی شاہدین اور سوشل میڈیا پوسٹوں کے حوالوں پر مبنی خبروں کے مطابق وٹس ایپ کے ذریعے ایک سکرین شاٹ پھیلایا گیا جس نے ہجوم کو مشتعل کر دیا۔ اس دفتر میں ڈنڈوں کے ساتھ توڑ پھوڑ کرنے والے افراد کی ویڈیوز سوشل میڈیا پر دکھائی گئیں۔[49]

ستمبر 2022 میں ایک مسیحی عمران رحمان کو پریوینشن آف الیکٹرانک کرائم ایکٹ (پی ای سی اے) اور اینٹی ٹیررازم ایکٹ 1997 کے تحت[50] وٹس ایپ پر مبینہ طور پر ایک متنازعہ پیغام بھیجنے کی پاداش میں گرفتار کر لیا گیا۔ نومبر میں اس کے خاندان اور وکلا نے دعویٰ کیا کہ دوران حراست اس پر تشدد کیا گیا ہے۔[51] جولائی 2023 میں انسداد دہشت گردی کی عدالت نے اس کی دہشت گردی کے الزامات ختم کرنے کی اپیل مسترد کر دی۔ رحمان کے وکیل نے پریس کو بتایا کہ اس کے موکل کو ذہنی اذیت دی گئی ہے اور ذہنی امراض کے شکار افراد کے ساتھ قید میں رکھا گیا ہے۔[52] اکتوبر 2022 میں کراچی میں پولیس توہینِ مذہب کے الزامات کی شکار ایک خاتون مہوش عمران کو بچانے میں کامیاب رہی، جب اسلامی مخطوطوں کی مبینہ طور پر بے حرمتی کے الزام میں سزا دینے کے لیے ایک ہجوم اس کے گھر کے باہر جمع ہو گیا۔ اس کے شوہر نے دعویٰ کیا کہ وہ ذہنی مریضہ ہے۔ تاہم اسے توہین مذہب کے قوانین کی دفعہ 295 بی کے تحت تفتیش کے لیے لے جایا گیا۔[53] توہین مذہب کے الزام میں قید ہونے کے بعد ذہنی بیماریوں میں مبتلا افراد یا ذہنی امراض کے

باوجود جیل میں ڈالے جانے کے واقعات کوئی نئی بات نہیں لیکن ایسے واقعات اب بھی رپورٹ نہیں ہوتے۔

نومبر 2022 میں اسلام آباد میں ایک مسیحی سینٹری ورکر کو وٹس ایپ پر فیس بک کی مبینہ توہین مذہب کی حامل پوسٹیں شیئر کرنے کے الزام میں گرفتار کرلیا گیا۔ اس کے خاندان نے گرفتاری کے دو ماہ بعد اس بارے میں بات کی۔[54] نومبر 2022 میں لاہور کی ضلعی عدالت نے توہینِ مذہب کے الزامات میں گرفتار دو لوگوں کی ضمانت مسترد کردی۔ ان میں سے ایک پر وٹس ایپ کے ذریعے اسلام کی مقدس شخصیات کی توہین کا الزام تھا۔ دوسرے پر فیس بک گروپ چلانے کا الزام تھا جہاں مبینہ طور پر توہین آمیز پوسٹیں لگائی جاتی تھیں۔[55] اسی سال دسمبر میں آزاد جموں وکشمیر میں ایک شخص کو ایڈیشنل سیشن کورٹ کی جانب سے فیس بک پر مبینہ توہین مذہب کا حامل تبصرہ کرنے پر سزائے موت سنائی گئی۔[56] اسی ماہ دیر کے ایک رہائشی کو وٹس ایپ پر توہین آمیز پوسٹ شیئر کرنے پر سزائے موت سنائی گئی۔[57] مئی 2023 میں دو نوجوان مسیحیوں کو، جن میں سے ایک کم سن تھا، لاہور میں زیرِ تفتیش لایا گیا۔[58]

5.4 احمدیوں کے ساتھ مخصوص مظالم

توہینِ مذہب اور مذہب سے متعلق جرائم کے مقدمات پیکا (الیکٹرانک کرائمز کی روک تھام کا ایکٹ 2016) کے تحت درج مقدمات کے ساتھ مل کر زیرِ عتاب احمدیہ کمیونٹی پر غیر متناسب طور پر لاگو ہوتے ہیں۔ سال 2023 کا آغاز ایک احمدی کی 295 بی، 298 سی کے الزامات میں گرفتاری سے ہوا جس کی ایف آئی آر دسمبر 2022 میں درج ہوئی تھی۔ احمدیوں کے خلاف تین مزید مقدمے درج ہوئے پنجاب میں دو اور کراچی میں ایک۔[59]

دسمبر 2022 میں توہین مذہب کی دفعہ 295– سی کا بعد از مرگ 2020 کی ایف آئی آر میں اضافہ کیا گیا جو 295۔اے اور پیکا کی دفعہ 11[60] کے تحت جماعت احمدیہ کے انتظامی امور کے سربراہ کے خلاف درج کی گئی تھی۔ یہ اضافہ لاہور میں جوڈیشل مجسٹریٹ کو ایف آئی اے کی جانب سے کئی گئی شکایت پر عمل میں

آیا۔[61] اس رپورٹ کے لیے کیے گئے ایک انٹرویو میں جماعت احمدیہ نے اسے بدنیتی پر مبنی مہم میں سینئر قیادت کو نشانہ بنانے کے مترادف قرار دیا۔ جماعت احمدیہ نے پی پی سی مقدمات میں ایف آئی اے کے دائرہ کار کو چیلنج کیا، خاص طور پر جہاں ایف آئی آر میں توہین مذہب کے الزامات شامل ہوں۔ تاہم 2022 میں لاہور ہائی کورٹ نے یہ کہہ کر پٹیشن خارج کر دی کہ ایف آئی اے کے دائرہ کار کے متعلق مسائل کو حل کیے بغیر، پیکا اور پی پی سی کے تحت جرائم پر ایک ساتھ مقدمہ چل سکتا ہے۔[62]

پی پی سی کے دفعہ 298 اے تا سی[63] پاکستانی احمدیوں کی مذہبی آزادیوں کی راہ میں رکاوٹ بنتی رہی۔ جماعت احمدیہ کے بیانات، ایچ آر سی پی کو دیے گئے انٹرویوز اور پولیس کے اقدامات یہ ظاہر کرتے ہیں کہ پولیس افسران کی ان دفعات کی محدود تشریح نے ان دفعات کو احمدیوں کی عبادت گاہوں کو نشانہ بنانے، قبروں کی بے حرمتی کرنے اور احمدیوں کی املاک سے مذہبی تحریروں کو ہٹانے کے عمل کو تیز کیا ہے۔

مارچ 2023 میں اقلیتوں کے معاملات کے متعلق اقوام متحدہ کے رپوٹیر نے مذہب یا عقیدے کی آزادی، ججوں کی آزادی، اظہار رائے کی آزادی، احمدیوں پر ہونے والے 'پرتشدد حملوں'، 'نفرت پر مبنی مواد' اور لوگوں کو احمدیوں پر تشدد پر اکسانے پر پولیس اور بار کونسلوں کے حکام سمیت احمدی مخالف مہم چلانے والوں کے بارے میں حکومتِ پاکستان کو اپنی تشویش سے تحریری طور پر آگاہ کیا۔ انھوں نے اس پر مزید زور دیتے ہوئے کہا کہ اقوام متحدہ کے حکام کی جانب سے مداوے کے اقدامات کی سفارش کے باوجود جماعت احمدیہ کا تحفظ کمزور تر ہوتا جا رہا ہے۔[64]

5.5 توہینِ مذہب کے الزامات کا شکار افراد کی ضمانتیں

2022-23 میں کچھ مثبت باتیں بھی سامنے آئیں جنھیں سول سوسائٹی کے لیے امید کی کرن بھی کہا جا سکتا ہے۔ اگست 2022 میں، دو مقدمات میں سپریم کورٹ نے تین مسیحی نوجوانوں کو ضمانت پر رہا کیا۔[65] تاہم بعد از گرفتاری ضمانت ان کے تحفظ کی یقین دہانی نہیں کراتی کیونکہ انتہائی دائیں بازو کے گروہ اور ٹی ایل پی کے کارکن پہلے ہی ان ضمانتوں کے خلاف احتجاج شروع کر چکے تھے۔ اس رپورٹ میں کم از کم ایک واقعہ ایسا ہے کہ جس میں ملزم کو ضمانت پر رہائی ملی اور وہ انتہائی دائیں بازو کے حلقوں میں اس کی رہائی کی خبر پھیلنے

کے بعد مشکل حالات سے دوچار رہوااور ملک سے باہر بھاگ گیا۔[66] مئی 2023 میں لاہور ہائیکورٹ نے ایک مسیحی عورت اور ایک مسلمان مرد کو ضمانت پر رہا کیا۔[67]

5.6 توہین مذہب کے مقدمات کی تعداد[68]

پاکستان میں مختلف اداروں کی جانب سے رجسٹر کیے گئے توہینِ مذہب کے مقدمات کی تعداد کے لحاظ سے پنجاب سرفہرست رہا۔[69] ٹیبل نمبر 1 دسمبر 2023 تک کے اعداد وشمار فراہم کرتا ہے۔ 552 قیدی توہینِ مذہب کے مقدمات میں جیل میں تھے، جن میں 485 کے مقدمات زیر سماعت تھے، 44 سزایافتہ تھے اور 23 یا تو غیرحتمی طور پر سزایافتہ تھے یا سزائے موت کے قیدی تھے۔ اگست 2023 تک حکام کی جانب سے پنجاب کی جیلوں میں 'جرم کے حساب سے' افراد کے اعداد وشمار میں توہینِ مذہب کے الزامات کے قیدیوں کی کل تعداد 431 تھی۔[70] یہ تعداد سال کی آخری سہ ماہی میں 121 یعنی 28 فیصد اضافے کی نشاندہی کرتی ہے۔

ٹیبل 1: 2023 میں پی پی سی کی دفعہ 295 اے تا سی کے تحت پنجاب میں توہینِ مذہب کے مقدمات میں جیل میں موجود قیدیوں کی تعداد

مرد بالغ	مرد (نابالغ)	عورتیں	کل تعداد
534	5	13	552
زیرسماعت (مرد)	زیرسماعت (نابالغ)	زیرسماعت (عورتیں)	
470	5	10	485
سزایافتہ (مرد)	سزایافتہ (عورتیں)		
43	1		44
'غیرحتمی' سزایافتہ (مرد)	'غیرحتمی' سزایافتہ (عورتیں)	سزائے موت کے قیدی (مرد)	
17	2	4	23

ذرائع: محکمہ جیل خانہ جات، حکومت پنجاب

سندھ کے محکمہ جیل خانہ جات کے اعداد وشمار کے مطابق نومبر 2023 تک سندھ کی جیلوں میں توہینِ مذہب کے الزامات میں 82 افراد قید تھے جن میں سے 78 کے مقدمات زیر سماعت تھے اور 4 سزایافتہ

تھے۔سندھ میں توہینِ مذہب کے الزامات کے قیدیوں کی تعداد کے اعتبار سے کراچی شہر 47 قیدیوں کے ساتھ سرفہرست تھا، جن میں دو خواتین بھی شامل تھیں، حیدرآباد میں 14، لاڑکانہ میں 9، میرپورخاص میں 5، اور نوشہرو فیروز، گھوٹکی اور دادو میں ایک ایک قیدی تھا۔[71]

سی ایس جے (سنٹر فار سوشل جسٹس) نے ستمبر 2023 تک کے کیسز کو دستاویزی شکل دی ہے۔ جس کے مطابق 2023 میں توہینِ مذہب کے درج شدہ مقدمات کی تعداد 200 جبکہ 2022 میں 171 رہی۔ (ٹیبل 2) اب تک سب سے زیادہ توہینِ مذہب کے مقدمات جس سال میں درج ہوئے وہ 2020 تھا، اس سال 208 مقدمات درج ہوئے۔[72]

ٹیبل 2:2022 میں عقیدے، علاقے اور شہر کے حساب سے توہینِ مذہب کے مقدمات کی تعداد

مسلمان	احمدی	مسیح	ہندو	معلوم نہیں	کل تعداد
88	75	4	2	2	171

پنجاب	سندھ	خیبر پختونخوا	اسلام آباد	بلوچستان	آزاد جموں وکشمیر	کل تعداد
112	33	14	7	2	3	171

کراچی	چنیوٹ	ڈیرہ غازی خان	گوجرانوالہ	فیصل آباد	لاہور	دیگر	کل تعداد
25	21	13	13	12	7	80	171

ذرائع: سنٹر فار سوشل جسٹس

5.7 اینٹی آن لائن توہینِ مذہب بریگیڈ کا عروج

2022 میں ایف آئی اے سائبر کرائم ونگ نے توہین مذہب کے 65 مقدمات میں 81 افراد کو گرفتار کیا۔[73] پیکا 2016 اور پی پی سی کی دفعہ 295 اے، 295 سی 298، 298 اے، ایف آئی اے کے چھان بین اور تفتیش کے اختیار کے دائرے میں شامل ہیں۔اس کا انسدادِ دہشت گردی ونگ، سائبر دہشت گردی اور توہینِ مذہب کے معاملات کو بھی دیکھتا ہے اور 2023 کے پہلے چھ ماہ میں اس ونگ نے پہلی سہ

ماہی کی کارکردگی میں دکھایا کہ توہین مذہب کا صرف ایک مقدمہ درج کیا گیا۔[74] ایف آئی اے نے سائبر کرائم ونگ کے ہر سٹیشن پر سوشل میڈیا، میسنجر ایپ اور مجموعی طور پر انٹرنیٹ پر توہینِ مذہب کی شکایات سے نمٹنے کے لیے یونٹس قائم کیے ہیں۔[75]

باکس 3: توہینِ مذہب کے الزامات اور سوشل میڈیا

پیکا 2016 اپنی منظوری کے فوراً بعد سے ہی اظہار کی تمام شکلوں کو روکنے، اختلاف رائے کو دبانے اور انسانی حقوق کے دفاع کاروں کو نشانہ بنانے کے لیے استعمال ہو رہا ہے۔ جنوری 2017 میں پانچ بلاگرز جنھیں تین ہفتے تک جبراً غائب کیا گیا تھا اور انسانی حقوق کے دفاع کاروں کے خلاف توہین مذہب کی مہم، ان اولیں مقدمات میں سے ایک تھی جس نے ٹیکنالوجی یا انٹرنیٹ کے ذریعے توہینِ مذہب کے واقعات کی طرف توجہ مبذول کروائی۔ اس سے قبل جنید حفیظ پر 2013 میں[79] اور ایک احمدی نوجوان پر 2014 میں فیس بک پر توہین آمیز تبصرہ کرنے کا الزام لگایا گیا تھا۔[80] تاہم 2017 کے بعد یہ آن لائن اظہار خیال یا سوشل میڈیا یا میسنجر ایپس میں ذاتی مفادات کے لیے دوسروں کے خلاف توہین مذہب کے ثبوت ڈھونڈ کر ان کو نشانہ بنانے کی منظّم کوششیں شروع ہوئیں۔ وکلا اور غیر رسمی لیکن منظّم گروہوں کی جانب سے گستاخِ رسول اور توہینِ رسالت جیسے تصوارت کا بڑے پیمانے پر غلط استعمال کیا گیا۔ ٹی ایل پی کی بطور سیاسی جماعت رجسٹریشن کے بعد یہ عناصر مزید طاقتور ہو گئے ہیں۔

بار کونسلوں کے اراکین کے علاوہ، توہینِ مذہب کے امتیازی قوانین کا دفاع کرنے والی وکلا کی تنظیمیں، اور ملک بھر میں آن لائن متعدد تنظیمیں بنیادی طور پر سوشل میڈیا علاوہ ازیں وٹس ایپ گروپ اور دیگر پلیٹ فارموں پر ہونے والی مبینہ توہین مذہب کی نشاندہی کے لیے بہت تندہی سے کام کر رہی ہیں۔ (دیکھیے باکس 3) - ان میں تحریکِ تحفظِ ناموسِ رسالت پاکستان (ٹی ٹی این آر پی) - تحریک ختم نبوت - شامل ہے جو اسلام آباد کی لال مسجد کی شہدا فاؤنڈیشن کی ایک شاخ ہے۔ تحریک تحفظ ناموس رسالت پاکستان کے 2023 کے نئے سال کے پیغام میں یہ اعلان کیا گیا کہ آن لائن توہینِ مذہب کے مقدمات کی پیروی کے علاوہ ان کی جنگ میں 'احمدیوں کو شکست سے دوچار کرنا' بھی شامل ہے۔ مارچ 2023 میں اس تنظیم نے پشاور کی انسداد دہشت گردی عدالت کے مردان کے ایک رہائشی کو سزائے موت دیئے جانے پر خود کو

مبارکباد دیتے ہوئے ایک پریس ریلیز جاری کی۔[76] سزائے موت پانے والے پر الزام تھا کہ اُس نے مبینہ طور پر تلہ گنگ، پنجاب میں ایک وٹس ایپ گروپ میں توہینِ مذہب کا ارتکاب کیا۔ اس ملزم پر دہشت گردی کی دفعات بھی لگائی گئیں۔[77] ٹی این آر پی مسلسل یہ دعوی کرتی ہے کہ انہوں نے توہین مذہب کے مرتکب 9 افراد کو سزائے موت دلوانے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔[78]

توہینِ مذہب کے مقدمات کی پیروی کی اس جنگ کے نمایاں کرداروں میں ایک اور گروہ، توہینِ مذہب کا قانونی کمیشن پاکستان (ایل سی بی پی) ہے، جو دائیں بازو کے وکلا پر مشتمل ہے، ان کی اکثریت پنجاب سے تعلق رکھتی ہے۔ ایسے تمام گروہ اکثریتی اسلام کے خودساختہ دفاع کرنے والوں نے پیدا کیے ہیں۔ اکثریتی سنی اسلام کی جانب سے اسلام اور اسلامی شخصیات کی توہین کے الزامات کے خلاف ریاست کے سخت ردعمل کے مطالبے کی مہم کے باعث، ایف آئی اے اور وکلا کی تنظیموں کے مطابق اس سال آن لائن توہینِ مذہب کی شکایات میں اضافہ دیکھنے میں آیا۔ وزارت مذہبی امور نے جولائی 2023 میں ایف آئی اے کی ایک رپورٹ کا حوالہ دیا جس کے مطابق 400,000 آن لائن توہینِ مذہب کی شکایات موصول ہوئیں اور ان کا تعلق فحاشی سے جوڑا۔[81]

اہل سنت والجماعت کی راولپنڈی میں جون میں منعقدہ ایک تقریب میں اسلامی نظریاتی کونسل کے ایک فاضل رکن مفتی محمد زبیر نے بیان دیا کہ اگر آن لائن توہینِ مذہب سے نمٹا جا سکتا ہو تو سوشل میڈیا کی مکمل بندش قابل قبول ہوگی۔[82] اہل سنت والجماعت کا سوشل میڈیا پلیٹ فارم ایکس (X) کا اکاؤنٹ مبینہ طور پر آن لائن توہینِ مذہب کے ان مقدمات کے بارے میں فخر سے بتاتا ہے جن کی مذکورہ تنظیم کی قانونی ونگ نے پیروی کی۔ 2023 کے اوائل میں سرگودھا ڈسٹرکٹ بار سے خطاب کے دوران اہلسنت والجماعت کے سربراہ نے اعلان کیا کہ ان کے قانونی آفس نے اس ایڈیشنل ڈائریکٹر کے ساتھ براہ راست رابطہ کیا ہے جو ایف آئی اے سائبر کرائم ونگ میں 'توہینِ مذہب یونٹ' کو دیکھ رہے ہیں جہاں توہین مذہب کے الزامات کے خلاف ایف آئی آر درج کی جاتی ہے۔[83]

احمدیہ کمیونٹی ٹیکنالوجی کے ذریعے مبینہ توہینِ مذہب اور متعلقہ جرائم کے مقدمات کا متواتر شکار ہو رہی ہے

جن کے پیچھے لاہور سے تعلق رکھنے والے مولوی حسن معاویہ کی رہنمائی میں چلائی جانے والی منظّم مہم کا ہاتھ دکھائی دیتا ہے۔[84] حسن معاویہ نے خود زیرِ عتاب کمیونٹی کے خلاف ایف آئی آر اور شکایات درج کرائی ہیں اور درج کرانے والوں کا ساتھ دیا ہے۔ معاویہ 2021 اور 2022 میں براہ راست یا بالواسطہ انسانی حقوق کے کم از کم دو کارکنان کو دھمکی بھی دے چکا ہے۔[85]

5.8 مذہب یا عقیدے کی آزادی کے دفاع کاروں کی کڑی نگرانی اور لیبلنگ

مذہب، اظہار اور انجمن سازی کی مجموعی آزادیوں پر ایک واضح جابرانہ حملہ اس وقت ہوا جب 2022 میں سنٹر فار سوشل جسٹس (CSJ) کے دفتر کو نشانہ بنایا گیا۔ جولائی میں سی ایس جے نے پاکستان کے چوتھے یو پی آر سائیکل میں پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق کی صورتحال کی مشترکہ رپورٹ جمع کرائی۔[86] جبری تبدیلی مذہب اور توہینِ مذہب کے قانون کے غلط استعمال کے خلاف آواز اٹھاتے ہوئے اس تنظیم کی جانب سے انسانی حقوق کونسل میں رپورٹ جمع کرانے کی پاداش میں پہلے تو اس غیر سرکاری تنظیم کو سب سے زیادہ پڑھے جانے والے اردو روزنامہ جنگ میں شائع ہونے والی خبر کے ذریعے، 'ریاست مخالف' سرگرمیوں اور پاکستان کو بدنام کرنے کے حوالے سے نشانہ بنایا گیا۔[87] ستمبر 2022 میں جنگ میں وزارت داخلہ کے حوالے سے ایک اور خبر میں سی ایس جے پر پاکستان کے خلاف 'منفی پروپیگنڈہ' کرنے کا الزام لگایا گیا۔

یہ انتقامی کارروائیاں ستمبر کے بعد بھی جاری رہیں۔ جائنٹ سٹاک کمپنیوں کے رجسٹرار آفس نے سی ایس جے کو نوٹس جاری کرتے ہوئے الزام لگایا کہ یو پی آر کی جمع کرائی گئی رپورٹ تنظیم کے دائرہ کار سے باہر تھی۔ الزام کو رجسٹریشن کے تجدید میں تاخیر کے لیے بہانے کے طور پر استعمال کیا گیا۔ سی ایس جے نے 2022 میں رجسٹرار آفس کی جانب سے نوٹس کے خلاف لاہور ہائی کورٹ میں پٹیشن دائر کی۔ جنوری 2023 میں عدالت نے سماعت اگلے نوٹس تک غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کر دی۔[88] غیر سرکاری تنظیموں اور انسانی حقوق کے دفاع کاروں کے کام کو غیر موثر بنانے اور لیبل کرنے کے لیے انہیں قومی مفاد کے خلاف قرار دینے کا حربہ بڑے پیمانے پر استعمال ہوتا ہے۔

5.9 مذہبی امتیاز کے متاثرین کا دفاع کرنے والوں کی زندگیوں کو لاحق خطرات

توہینِ مذہب کے قوانین کا شکار افراد کو قانونی مشاورت فراہم کرنے والے وکلا اور انسانی حقوق کے دفاع کار برسہا برس سے خود کو خطرے میں ڈال کر کام کر رہے ہیں۔2013 میں جنید حفیظ کے وکیل راشد رحمٰن کا قتل اس حقیقت کی افسوس ناک مثال ہے۔ وکلا کو ہراساں کرنے اور دھمکیاں دینے کا سلسلہ پورے ملک میں آج بھی جاری ہے۔2022 سے2023 تک کم از کم دو انسانی حقوق کے وکلا، جو توہینِ مذہب کے مقدمات لڑتے تھے، بدنیتی کا حدف بنے۔ایک مسیحی وکیل اور انسانی حقوق کے دفاع کار کو ٹی ایل پی کے ختم نبوت لائرز فورم کے اراکین کی جانب سے مسلسل دھمکیوں کی وجہ سے ملک چھوڑنا پڑا۔ پاکستان سے نقل مکانی کرنے سے قبل اسے دو بار اپنی اور اپنے گھر والوں کی زندگی کی حفاظت کے لیے رہائش گاہ بدلنا پڑی تھی۔[89]

2023 میں ایک احمدی وکیل اور انسانی حقوق کے دفاع کار کو، جو برس ہا برس سے عدالت میں اپنی کمیونٹی کی نمائندگی کر رہا تھا، اپنے نام کے ساتھ سید لگانے کی پاداش میں گرفتار کر کے مہینوں جیل میں رکھا گیا۔298بی298 سی کے تحت اس کے خلاف ایف آئی آر درج کی گئی؛ اور جون2023 کے آخر تک وہ جیل میں تھا۔ جو سینئر وکیل ان کی نمائندگی کر رہا تھا، توہینِ مذہب کے قانون کے حامی وکلا نے اُس کے ساتھ بدتمیزی کی۔[90] اپریل2023 میں لالیاں، چنیوٹ میں احمدیوں کے نمائندے ایک احمدی وکیل پر مدرسہ ختم نبوت کے لوگوں نے توہینِ مذہب کا الزام لگایا اور اس پر حملہ کر دیا۔[91] نشانہ بننے والے انسانی حقوق کے دفاع کار کو زخم آئے اور وہ اسپتال میں داخل رہا۔[92]

انسانی حقوق کے دفاع کاروں پر یہ حملے یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ دائیں بازو کے وکلا کو عدالتوں میں کھلی چھوٹ حاصل ہے۔عدالتوں میں معمول کے مطابق پیش ہونے والے انسانی حقوق کے دفاع کار وکلا اور فیکٹ فائنڈنگ کرنے والوں کو ٹی ایل پی اور ختم نبوت فورم کے سینئر وکلا کی مخالفت کے باعث ایک زہریلے اور خطرناک ماحول میں کام کرنا پڑتا ہے۔ کمرۂ عدالت میں انتہائی دائیں بازو والے اور ان کے وکلا ججوں سے بڑھ کر بولتے ہیں اور سماعت کے دوران انھیں خاموش رہنے کی دھمکی دیتے ہیں۔[93]

5.10 ادارہ جاتی عدم برداشت

بار ایسوسی ایشنوں نے ایسے امتناعی اقدامات اٹھائے ہیں جو انتہائی دائیں بازو کے خطرناک بیانیے کو مضبوط بناتے ہیں اور مذہب کے نام پر ظلم وستم کرنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ مئی 2023 میں خیبر پختونخوا بار کونسل نے صوبے میں قانون کی وکالت کرنے کے لیے احمدی غیر مسلم ہونے کے اقراری حلف نامے پر دستخط کرنا لازمی قرار دیا۔[94] یہ فیصلہ بار کونسل کی ایگزیکٹو کونسل نے کیا تھا۔ اسی طرح گوجرانوالہ بار کونسل نے وکلا باڈی میں شامل ہونے کے لیے اسی طرح کے حلف نامے پر دستخط کرنا لازمی قرار دیا۔[95] یہ بات اہم ہے کہ اب قومی شناختی کارڈ یا پاسپورٹ کے لیے درخواست دیتے وقت اور پنجاب میں نکاح نامے پر دستخط کرتے وقت حلف نامے پر دستخط کرنا اور دفعہ 298 میں کی گئی امتیازی ترامیم اداروں کی جانب سے احمدیوں کے خلاف کی گئی کارروائیوں کو مزید تقویت بخشتے ہیں۔ یہ اقدامات ایک ایسے معاشرے میں ایک زیرِعتاب طبقے کو عقیدے کے لازمی اظہار پر مجبور کرتے ہیں جہاں ان کی مذہبی شناخت کا سامنے آنا ان کے لیے خطرے کا باعث ہے۔

5.11 سوشل میڈیا اور نفرت انگیز مواد

ایکس (ٹویٹر) اور فیس بک (میٹا) جیسے پلیٹ فارم سے نفرت کو ہوا دینے والے کچھ اکاؤنٹ بند کیے گئے، لیکن انتہائی دائیں بازو والے ابھی تک یوٹیوب، ٹک ٹاک، ایکس، انسٹاگرام اور میٹا کو اپنی نفرت انگیز مہمات کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ وہ سوشل میڈیا کے ذریعے مذہبی اقلیتوں کو نشانہ بنانے کے عمل کو ہوا دیتے ہیں۔ اور مذہب کے نام پر تشدد کے بیانیوں کو فروغ دیتے ہیں۔ اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے انسانی حقوق کے دفاع کاروں کو مسلسل آن لائن نفرت انگیز تبصروں کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔[96] علاوہ ازیں حقوق کا دفاع کرنے والوں اور مذہبی اقلیتوں کو، ایسے پلیٹ فارم چلانے والی سوشل میڈیا کی کمپنیوں تک براہ راست رسائی حاصل نہیں ہے۔ لہٰذا ایمرجنسی کی صورت میں جب سوشل میڈیا کو نفرت اور تشدد پر اکسانے کی مہمات کے لیے استعمال کیا جاتا ہے تو متاثرہ گروپوں کے پاس اس مہم کا توڑ کرنے کے لیے کوئی راستہ نہیں ہوتا۔

5.12 ٹارگٹ کلنگ اور ہجوم کا تشدد

پاکستان میں توہینِ مذہب کے مشکوک الزامات پر مذہبی بنیادوں پر کیے گئے قتل کے پس پردہ باقاعدہ منصوبہ بندی کے امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ اگست 2022 میں چناب نگر پنجاب میں ایک احمدی کو چاقو مار کے قتل کر دیا گیا۔[97] اس کے قاتل نے ٹی ایل پی کا حوالہ دیا اور انہی کا نعرہ بلند کیا۔[98] فروری 2023 میں ایک مسیحی کو شمالی وزیرستان میں مار دیا گیا۔[90] اسی ماہ پاکستانی نژاد نارویجین کو کھاریاں پنجاب میں ایک نوجوان نے گولی ماردی۔[100] 31 مارچ 2023 کو پشاور میں ایک سکھ تاجر کو مار دیا گیا[101] اور چند دن بعد ایک مسیحی سینٹری ورکر کو اسی شہر میں قتل کر دیا گیا۔[102] ان دونوں واقعات کی ذمہ داری اسلامک سٹیٹ خراسان صوبہ (آئی ایس کے پی) نے قبول کی۔[103] جون 2023 میں دو سکھوں پر گولی چلائی گئی، جس کے نتیجے میں ایک کو کافی زخم آئے اور دوسرا جاں بحق ہو گیا۔[104]

اگست 2022 میں حیدر آباد میں ایک ہندو سینٹری ورکر کو پولیس نے مشتعل ہجوم کے ہاتھوں سے چھڑایا۔ ہجوم اُسے قرآن کی بے حرمتی کے الزام میں مارنا چاہتا تھا۔[105] پولیس کی اپنے فرائض نبھاتے ہوئے ہجوم کو قابو کرنے میں کامیاب کوشش پر اس کی بہت تعریف ہوئی کیونکہ ایسا کبھی کبھار ہی ہوتا ہے۔ اس سینٹری ورکر کے خلاف مقدمہ درج کرایا گیا۔[106] اگرچہ وہ ستمبر میں رہا ہو گیا لیکن ایک اور ذہنی مریض نوجوان کو حقیقی مجرم کے طور پر گرفتار کر لیا گیا۔[107] اکتوبر 2022 میں گھوٹکی سندھ میں ایک مدرسے کے طالب علم نے ایک معذور شخص کو توہینِ مذہب کے الزامات لگانے کے بعد قتل کر دیا۔ ظالم اور مظلوم دونوں مسلمان تھے۔[108]

تاہم 2023 میں پنجاب اور خیبر پختونخوا میں مذہب کے نام پر مشتعل ہجوم کے تشدد نے انسانیت پر دائیں بازو کی انتہا پسندی کی بالادستی ثابت کر دی۔ فروری 2023 میں ننکانہ صاحب میں واربرٹن کے علاقے میں بیہمانہ تشدد کا واقعہ رونما ہوا۔ ہجوم نے، جو نوجوان لڑکوں پر مشتمل تھا، ایک تھانے پر حملہ کر کے توہینِ مذہب کے ایک ملزم پر تشدد کیا اور اسے مار ڈالا۔ واربرٹن کی ویڈیو میں ہجوم کو ختم نبوت کے نعرے لگاتے اور توہینِ مذہب کے مبینہ ثبوت اٹھائے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے۔ انھیں تھانے کو نقصان پہنچاتے ہوئے بھی دیکھا جا

سکتا ہے۔ پولیس ہجوم کا سامنا کرنے اور اپنے دفتر کے اندر ملزم کو بچانے میں ناکام رہی۔

اپریل 2023 میں ایک چینی شہری، جو پاکستان میں داسو ڈیم پر کام کرتا تھا، ایک متشدد ہجوم کے ہاتھوں بال بال بچا۔ اسے بعد ازاں ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔[109] مئی میں ایک مذہبی رہنما کو، جو پی ٹی آئی کا سیاسی کارکن تھا، ایک کارنر میٹنگ کے دوران کی گئی اس کی باتوں کو توہین آمیز کلمات قرار دیتے ہوئے ایک بے قابو ہجوم نے زدوکوب کر کے قتل کر دیا۔ اس کی مار پیٹ کی ویڈیوز سوشل میڈیا پر وسیع پیمانے پر پھیلائی گئیں۔ پولیس نے اس شخص کو بچانے کی کوشش کی لیکن ہجوم کے سامنے ناکام رہے۔[110]

5.13 مذہبی رسومات اور عبادت گاہوں پر حملے

جون 2023 کے آخری دنوں میں احمدیوں کی کم از کم 9 عبادت گاہوں پر حملہ کیا گیا- ان میں سے 7 حملے صرف سندھ میں ہوئے۔ نشانہ بننے والے مقامات وزیر آباد، کراچی، گوجرانوالہ، میر پور خاص، عمر کوٹ، سرگودھا اور جہلم تھے۔ فروری 2023 کے پہلے ہفتے میں سندھ میں احمدیوں کی 4 عبادت گاہوں کو منہدم کرنے، گولیوں سے نشانہ بنانے اور آگ لگا کر نقصان پہنچانے کے واقعات سامنے آئے۔

پنجاب اور سندھ میں ٹی ایل پی نے عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت کے کچھ مقامی نمائندوں کے ساتھ مل کر ایک پر تشدد مہم کی قیادت کی جس کا ہدف احمدیوں کی عبادت گاہیں تھا۔ ویڈیوز میں لوگوں کو مینار اور گنبد گراتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے۔ کراچی اور سرگودھا کی ویڈیوز میں ان مجرموں کے حمایتیوں کی جانب سے ٹی ایل پی اور ختم نبوت کے حق میں نعرے بھی سنے جا سکتے ہیں۔

جولائی 2023 میں احمدیہ جماعت نے بتایا کہ ٹی ایل پی کے ایک رکن نے کلاں گجراں، جہلم میں ایک عبادت گاہ کے مینار گرانے کے لیے پولیس کو دھمکی دی، پولیس نے احمدی کمیونٹی کا گھیراؤ کیا اور مینار گرانے سے قبل ان سے فون چھین لیے۔ (باکس 4 بھی دیکھیں۔)[111] احمدیہ کمیونٹی یہ بتاتی ہے کہ 2023 میں ان کی 9 عبادت گاہوں پر حملے ہوئے، جن میں سے دو کو گرانے، نقصان پہنچانے اور زمیں بوس کرنے میں پولیس ملوث تھی۔

باکس 4: عبادت گاہوں پر حملوں میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کا کردار

گذشتہ برسوں میں احمدیہ عبادت گاہوں پر ہونے والے حملوں میں بڑا اضافہ دیکھنے میں آیا جن میں سے زیادہ تر حملے پنجاب اور سندھ میں بہت بے خوفی کے ساتھ کیے گئے۔ یہ توڑ پھوڑ انتہائی دائیں بازو کی دھمکیاں، قانون نافذ کرنے والوں کی جانب سے انتہا پسندوں کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوششیں، حکام کی جانب سے احمدیوں کی املاک اور میناروں کو گرانے کے واقعات کی رفتار اور فعال طریقہ، قانون نافذ کرنے والوں کی جانب سے امن وامان برقرار رکھنے کے آڑ میں مسلم اکثریت کے جذبات کو اولیت دینے کی جانب اشارہ ہے۔

انسانی حقوق کے دفاع کاروں اور جماعت احمدیہ کے ترجمانوں کا کہنا ہے کہ انتہائی دائیں بازو اور فرقہ وارانہ مذہبی حلقوں کی جانب سے پیدا کی گئی دشمنیوں کی وجہ سے درپیش بحرانوں کے حل کے لیے ہونے والے اجلاسوں میں قانون نافذ کرنے والے کبھی بھی اقلیتی برادری کے ضامن نہیں بنتے۔ بعض واقعات میں ضلعی انتظامیہ اور پولیس نے دعوی کیا کہ عبادت گاہوں کو گرانے میں نشانہ بننے والی پریشان حال کمیونٹی کی مرضی شامل تھی، بظاہر یہ اپنی پسند کی تشریح کا معاملہ دکھائی دیتا ہے۔

احمدیوں کا کئی برسوں سے یہ موقف رہا ہے کہ ان کی امن کو برقرار رکھنے اور قانون کا احترام کرنے کی کوششوں کو ان کی مرضی پر محمول کیا جاتا ہے۔[112] ایچ آر سی پی کے ایک فیکٹ فائنڈنگ مشن کو، جنوری 2023 میں پنجاب میں احمدیوں پر ہونے والے حملوں کی تفتیش کے دوران علم ہوا کہ گوجرانوالہ اور گرد و نواح میں ٹی ایل پی کی مہم کا باقاعدہ ہدف جماعت احمدیہ ہے اور پولیس ضلعی انتظامیہ کے ساتھ مل کر ٹی پی ایل کو روکنے کی بجائے ان کے دباؤ میں آئی ہوئی ہے اس حوصلہ افزائی نے مذکورہ علاقے میں احمدیہ کمیونٹی پر حملوں کے لیے کھلی اجازت کا ماحول پیدا کر دیا ہے۔[113]

یہ جاننا ضروری ہے کہ سوشل میڈیا پلیٹ فارم ایکس کے اکاؤنٹس میں ان اہم عبادت گاہوں کے بارے میں پوسٹیں لگانا شروع کر دیں جو بعد میں 2023 کے دوران ٹی ایل پی کی جانب سے نشانہ بنیں۔[114]

5.14 عید منانے پر احمدیوں کی ایذا رسانی

نماز کے لیے جاتے ہوئے یا نماز کے بعد واپس آتے ہوئے احمدیوں پر تشدد اور ہراسانی اب کوئی نئی بات نہیں۔ 2021 میں جسٹس منصور علی شاہ کا سپریم کورٹ کا فیصلہ[115] اور 2014 کا سپریم کورٹ کے تاریخی

فیصلہ دونوں اقلیتوں کے مذہبی حقوق اور عبادت گاہوں کے تحفظ کی ضمانت دیتے ہیں لیکن ان فیصلوں کے باوجود احمدیوں کو نجی طور پر عید منانے پر منظّم مہموں کے ذریعے ڈھونڈ کر نشانہ بنایا گیا۔2022 میں عید الاضحیٰ کے موقع پر جانوروں کی قربانی کرنے پر کم از کم 10 احمدیوں کے خلاف مقدمات درج ہوئے۔[116] ٹی ایل پی نے اس کمیونٹی کو عید منانے سے روکنے کے لیے اپنے پیروکاروں کو آف لائن اور آن لائن پھیلائے گئے پمفلٹوں کے ذریعے کارروائی کرنے پر اکسایا۔[117] مثال کے طور پر ٹی ایل پی کے ایک پمفلٹ کے مطابق ان کے مقامی سربراہ عبدالرؤف سالک نے شیخوپورہ میں ڈی ایس پی اور ایس ایچ او کے دفاتر میں احمدی رہائشیوں کو عید کی رسومات ادا کرنے سے روکنے کے لیے درخواستیں جمع کرائیں۔

23 جون 2023 کو پنجاب کے ہوم سیکرٹری کے دفتر سے صوبے بھر میں تمام ڈپٹی کمشنروں کو ہدایت نامہ بھیجا گیا جس میں لکھا تھا کہ اب صرف مسلمانوں کو اسلامی رسم ورواج کے مطابق قربانی کرنے کی اجازت دی جائے گی۔[118] 24 جون کو ڈی پی او حافظ آباد نے اپنے سٹاف کو ہدایت نامہ بھیجا کہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ احمدی جانوروں کی قربانی نہ کریں اور مقامی احمدی کمیونٹی بیان حلفی لکھ کر دو دن کے اندر اندر قریبی سکیورٹی برانچ میں جمع کرائے۔[119]

2023 میں عید سے پہلے اور عید کے دوران پنجاب میں چھ ایف آئی آر درج ہوئیں اور متعدد گرفتاریاں عمل میں آئیں۔[120] فیصل آباد کے ایک وکیل کے مطابق، جو خود اسی کمیونٹی سے تعلق رکھتا ہے، ان علاقوں کے قریبی تھانوں نے کمیونٹی کو جانوروں کی قربانی کرنے سے منع کیا یا کہا کہ وہ لکھ کر دیں کہ احمدی ایسا کرنے سے باز رہیں گے۔ مقامی احمدی رہائشیوں اور جماعت احمدیہ کے مطابق ایک کمسن احمدی کو فیصل آباد میں عید کے دن کئی گھنٹے محبوس رکھا گیا اور پولیس احمدیوں کے گھروں سے گوشت قبضے میں لیتی رہی۔ اس دن کی ویڈیوز اور تصاویر یہ ثبوت فراہم کرتی ہیں کہ باوردی پولیس والے غیر احمدی رہائشیوں کے ساتھ مل کر قربانی کے جانور ضبط کرتے رہے۔

5.15 مندروں پر حملے

جون 2022 میں کراچی کے کورنگی ٹاؤن میں ایک ہندو مندر میں توڑ پھوڑ کی گئی۔ مندر کے اندر ایک بھگوان

کی مورتی کو نقصان پہنچایا گیا۔[121] 2023 میں کشمور سندھ میں ڈاکوؤں نے ایک ہندو مندر پر اندھا دھند فائرنگ کی۔ سینئر پولیس افسران نے پریس کو بتایا کہ یہ حملہ ہندوؤں کے خلاف نہیں تھا بلکہ مجرموں کا نشانہ مندر کے قریب رہنے والا ایک رہائشی تھا۔[122]

ایچ آر سی پی نے ایک بیان میں ان مقامات پر بسنے والے کمزور ہندوؤں کی حفاظت کے مطالبے کے ساتھ ساتھ کشمور اور گھوٹکی میں بدامنی پر تشویش کا اظہار کیا۔[123] تاہم ان مقامات پر آباد ہندوؤں میں اس واقعے نے عدم تحفظ کا احساس پیدا کیا اور پولیس نے مندروں کی حفاظت کے لیے اقدامات میں اضافہ کر دیا۔[124]

5.16: مذہبی اقلیتیں موت کے بعد بھی غیر محفوظ

احمدیوں کی قبروں کی بے حرمتی: 23-2022 کے دوران احمدیوں کی 87 سے زائد قبروں کی بے حرمتی کی گئی، جن میں سے 84 پنجاب میں تھیں۔ جولائی 2022 میں کم از کم 53 قبروں کو گوجرانوالہ، پنجاب میں نشانہ بنایا گیا۔ ایچ آر سی پی کی فیکٹ فائنڈنگ کمیشن رپورٹ کے مطابق پولیس ان قبروں کی بے حرمتی کے معاملے میں ملوث تھی۔[125] اگست 2022 میں فیصل آباد کے چک 203 آر بی منان والا کے چار دیواری کے اندر قبرستان میں احمدیوں کی 16 قبروں کی بے حرمتی کی گئی۔[126] کمیونٹی کا دعویٰ تھا کہ یہ قبرستان 1947 سے موجود ہے۔ نومبر 2022 میں پریم کوٹ، حافظ آباد میں احمدیوں کی قبروں کو مسخ کیا گیا۔[127] جنوری 2023 میں 89 رتن جی بی، فیصل آباد میں نامعلوم افراد نے احمدیوں کی قبروں کی توڑ پھوڑ کی۔ فروری میں تلونڈی، کھجوروالی، گوجرانوالہ میں احمدیوں کی قبروں کے کتبے توڑ دیئے گئے۔

ہندوؤں کی آخری آرام گاہیں: اکتوبر 2022 میں قلات، بلوچستان میں ایک شمشان گھاٹ کے باہر ایک ہندو عورت کی راکھ کی بے حرمتی کی گئی اور اسے بکھیر دیا گیا۔ اس کمیونٹی کے غیر محفوظ ہونے کا سبب مقامی انتظامیہ کا حفاظتی اقدامات اٹھانے سے انکار کرنا تھا۔[128] علاوہ ازیں 2022 میں جنوبی پنجاب میں ایچ آر سی پی کے ایک فیکٹ فائنڈنگ مشن کو معلوم ہوا کہ مسیحی اور ہندو آخری رسومات کے مقامات تک رسائی کی راہ میں، بہاول پور کے مسلمان رہائشیوں نے 'ملحقہ علاقوں میں غیر قانونی قبضے' کے ذریعے رکاوٹ پیدا کی۔[129]

خیبر پختونخوا کے مسیحی: مسیحیوں کی باوقار تدفین کے لیے مناسب جگہ میسر نہ ہونا باجوڑ کے مسیحیوں کے لیے کئی برسوں سے مستقل ایک مسئلہ رہا ہے۔[130] تاہم پشاور اور دیگر اضلاع کے مسیحیوں کو بھی اپنے فوت شدگان کی تدفین کے لیے مزید قبرستانوں کی فوری ضرورت ہے، کیونکہ فروری 2023 تک ستر ہزار مسیحیوں کی آبادی کے لیے محض چار قبرستان دستیاب تھے۔[131]

5.17 فرقہ وارانہ جارحیت اور اہل تشیع کا قتل

2022-23 میں شیعہ کمیونٹی پاکستان بھر میں مذہبی بنیادوں پر بنائے گئے قوانین کے تحت توہینِ مذہب اور دیگر الزامات کی زد میں رہی۔ ایچ آر سی پی کی ایک رپورٹ کے مطابق دفعہ 295۔اے اور 298۔اے کو اہل تشیع کے خلاف ایف آئی آر میں متواتر استعمال کیا گیا۔ اگست 2022 میں، محرم کے آغاز میں[132]، مقامی پولیس کے مطابق، خومر چوک، گلگت میں شیعہ کمیونٹی نے مذہبی اہمیت کے حامل اپنے پرچم کو لہرایا جس کے نتیجے میں شروع ہونے والے فساد میں دو شیعہ جاں بحق ہو گئے۔[133] ستمبر 2022 میں سیالکوٹ میں اہل تشیع کے ایک مذہبی جلوس پر اسلحہ، لوہے کے ڈنڈوں اور پتھروں سے لیس افراد نے حملہ کر دیا۔ جس کے نتیجے میں متعدد لوگ زخمی ہو گئے۔[134] اس حملے کے دو ہفتے بعد شہر میں ایک شیعہ ذاکر کو قتل کر دیا گیا۔[135]

2023 میں کرم، خیبر پختونخوا میں فرقہ وارانہ فسادات پھوٹ پڑے، جن میں دو فرقوں کے درمیان لڑائی شدت اختیار کر گئی - بعد ازاں جنگ بندی کا اعلان ہوا اور یہ جنگ بندی جولائی میں نافذ العمل ہوئی۔ تاہم خطے میں تناؤ موجود رہا اور تمام فروعی اختلافات نے فرقہ وارانہ شکل اختیار کر لی۔ خطے میں تشدد اس نہج پر پہنچ گیا کہ پاراچنار سکول میں چھ شیعہ اساتذہ کو مئی 2023 میں قتل کر دیا گیا جسے ایک فرقہ وارانہ انتقامی کارروائی کہا گیا۔[136] جولائی میں ایچ آر سی پی کی طرف سے جاری بیان میں[137] یہ نکتہ اٹھایا گیا کہ یہ لڑائیاں 'خاص طور پر شیعہ کمیونٹی کے لیے سکولوں تک رسائی میں خلل ڈالتی ہیں اور نقل وحرکت کی آزادی کو محدود کرنے کا سبب بن رہی ہیں، مزید یہ کہ عسکریت پسندی پہلے سے موجود فرقہ وارانہ اختلافات کو ہوا دیتی ہے۔[138]

کوئٹہ میں ہزارہ شیعہ کمیونٹی کے خلاف فرقہ وارانہ تشدد میں کمی دیکھنے میں آئی۔ 2022-23 میں اگرچہ ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی لیکن اس کے باوجود یہ کمیونٹی زیادہ تر ہزارہ ٹاؤن اور ماریہ آباد تک محدود ہے اور اسے مرکزی شہر کی طرف جانے کے لیے ابھی بھی حفاظتی دستے کی ضرورت پڑتی ہے۔

5.18 ہندوؤں کے خلاف جرائم

سندھ میں ہندو کمیونٹی مجرموں کے لیے آسان ہدف ہونے کے باعث مظالم کا شکار رہی۔ کمیونٹی کے نمائندوں کے بقول معاوضے کے لیے اغوا، قتل اور بھتہ خوری نے انہیں نقل مکانی پر مجبور کر دیا ہے۔ مارچ 2023 میں ایک ہندو ماہر امراض چشم کو کراچی میں گولی مار کر قتل کر دیا گیا۔[139] حیدرآباد میں ایک اور ہندو ماہر امراض جلد کو اس کے ذاتی ڈرائیور نے قتل کر دیا۔[140] تاہم یہ واضح نہیں ہو سکا کہ آیا ان دونوں کے قتل ان کے عقیدے کی وجہ سے ہوئے۔

6 سفارشات

ایچ آر سی پی وفاقی حکومت، ریاستی اداروں اور عدلیہ کی خدمت میں درج ذیل سفارشات پیش کرتی ہے:

- آئی سی سی پی آر کے آرٹیکل 19، 20 اور 27 اور انسانی حقوق کا عالمی اعلامیہ کے آرٹیکل 18 اور 19 کے مطابق مذہب یا عقیدے اور اظہار کی آزادیوں کے بارے میں پاکستان کے بین الاقوامی انسانی حقوق کے وعدوں پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔

- مذہبی اقلیتوں کے حقوق کے متعلق سپریم کورٹ کے 2014 کے فیصلے کے فوری نفاذ اور اس پر عمل درآمد کو یقینی بنانے میں مزید تاخیر نہ کی جائے۔

- تمام مذہبی بنیادوں پر ہونے والے جرائم کے ملزمان کی منصفانہ ٹرائل تک رسائی یقینی بنائی جائے۔ پولیس، استغاثہ اور عدلیہ کے اراکین اپنے فرائض آزادانہ اور غیر جانبدارای سے ادا کریں اور انہیں مذہبی عقیدے یا تیسرے فریق کی جانب سے دباؤ سے متاثر نہیں ہونا چاہیے۔

- توہینِ مذہب کے جھوٹے الزامات کے خلاف موجودہ قانونی تحفظ کے اقدامات کو نافذ العمل بنانا چاہیے۔ جھوٹے الزامات کی سزا اور ان کی روک تھام کے لیے پی پی سی کی دفعہ 211 کا استعمال کرنا چاہیے جس میں سزا سات سال قید اور جرمانہ شامل ہیں۔

- توہینِ مذہب کے قوانین کے غلط نفاذ اور غلط استعمال کی روک تھام کے لیے 2016 میں قومی کمیشن برائے انسانی حقوق کی جانب سے پیش کی گئی تجاویز کا عملی نفاذ کیا جائے۔

- مذہبی بنیادوں پر کیے گئے متشدد حملوں کے ذمہ دار افراد اور ان کی منصوبہ بندی کرنے والوں کے خلاف قانون اور بین الاقوامی معیارات کے مطابق مقدمہ چلایا جائے۔

- اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ مذہبی اقلیتوں کے خیالات اور طرزِ عمل فطری طور پر مشکوک نہ سمجھے جائیں اور انہیں پہلے سے طے شدہ اشتعال کی بنیاد نہ بنایا جائے۔

- یہ یقینی بنایا جائے کہ اقلیتوں کے خلاف سیاسی بیانیے کو ہوا دینے والوں اور نفرت پر مبنی مہم میں حصہ لینے والے سیاسی جماعتوں کے امیدواروں اور رہنماؤں سے الیکشن کمیشن آف پاکستان جواب طلب کرے۔

- قانون نافذ کرنے والوں، استغاثہ اور عدلیہ کو یہ بات یقینی بنانی چاہیے کہ وہ مذہب سے متعلق جرائم کی تفتیش اور فیصلوں کے فرائض آزادانہ اور غیر جانبداری سے سرانجام دیں۔

- صوبائی اور وفاقی سطح پر عدالتی اکیڈمی میں ججوں کی تربیت کا ایسا طریقہ کار تشکیل دیا جائے جو ان میں انسانی حقوق کے بارے میں آگاہی اور شعور پیدا کرے۔ انتہائی دائیں بازو کے نظریات رکھنے والے ججوں کو کسی بینچ میں شامل نہ کیا جائے۔

- قانونی برادری، بیوروکریسی اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے لیے ایسا نصاب اور تربیتی طریقہ کار تشکیل دیا جائے جو انسانی حقوق کے بین الاقوامی معیارات کا علم بردار ہو اور ان کے نفاذ پر زور دیتا ہو۔

- ہائی کورٹس کی انتظامیہ کو نچلی سطح کی عدالتوں میں ہونے والے فیصلوں کی نگرانی کرنی چاہیے اور اس بات کا جائزہ لینا چاہیے کہ کیا قانون پر پوری طرح عمل درآمد کیا جا رہا ہے؟ اور کیا یہ فیصلے آئینِ پاکستان اور پاکستان کے بین الاقوامی فورمز پر کیے گئے وعدوں کے تحت دیے گئے انسانی حقوق سے مطابقت رکھتے ہیں؟

- وکلاء کی بار کونسلوں اور ایسوسی ایشنوں کو ریگولیٹ کرنے کے لیے ایک طریقہ کار طے کیا جائے اور اسے نافذ کیا جائے، اور ان وکلا کے طرزِ عمل کا جائزہ لیں اور اس کا ریکارڈ رکھیں جو نفرت کو ہوا دینے کی مہمات کی بڑھ چڑھ کر حمایت کرتے ہیں۔

- یہ یقینی بنایا جائے کہ ایف آئی اے سائبر کرائم یونٹ اور توہینِ مذہب کے رپورٹنگ سیل کسی مصلحت کا

شکار نہ ہوں اور ذمہ داریاں نبھانے میں اپنی دینی وابستگیوں سے متاثر نہ ہوں۔

- پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی اور ایف آئی اے کے سائبر کرائم ونگ کو ایف آئی آر کی شکایات کے ذریعے لگائے گئے توہینِ مذہب کے الزامات کی جانچ پڑتال اور تفتیش کے عمل کے طریقہ کار کو عوام کے سامنے رکھنا چاہیے۔ انھیں اس موضوع پر مستند ماہرین کی خدمات حاصل کرنی چاہییں اور آن لائن توہینِ مذہب کے الزامات کے ثبوت کے لیے اعلیٰ معیار قائم کرنا چاہیے۔
- تمام مذہبی اقلیتوں، انسانی حقوق کے مقامی و بین الاقوامی ماہرین اور سول سوسائٹی تنظیموں کے ساتھ ایک ایسی پالیسی بنانے کے لیے رابطہ قائم کیا جائے جو مذہبی اقلیتوں اور اکثریتوں کو نفرت پر اکسانے اور مذہبی بنیادوں پر کیے جانے والے تشدد سے تحفظ فراہم کر سکے۔

حواشی

1 پاکستان کے سابقہ یو پی آر 2008، 2012 اور 2017 میں ہوئے تھے

2 پیرا 53، صفحہ نمبر 9 دیکھیں: A/HRC/WG.6/42/PAK/1

3 پیرا 54، صفحہ نمبر 9 دیکھیں: A/HRC/WG.6/42/PAK/1

4 پیرا 41 دیکھیں: A/HRC/WG.6/42/PAK/1

5 https://www.dawn.com/news/1702386/updated-form-a-must-for-solemnising-nikah-in-punjab

6 https://thefridaytimes.com/01-Aug-2022/pml-q-leader-calls-for-eviction-of-ahmadis-from-khushab

7 اس رپورٹ کے سلسلے میں کیا گیا انٹرویو

8 https://thefridaytimes.com/21-Nov-2021/the-architects-of-project-tlp-have-unleashed-chaos-will-they-be-held-accountable. ٹی ایل پی کی جانب سے نفرت اور تشدد کی ترغیب کے اثرات کے بارے میں مزید جاننے کے لیے سیکشن 5.3 دیکھیں۔

9 اس رپورٹ کے لیے تقریر کے چھ منٹ کے ویڈیو کا جائزہ لیا گیا۔ مزید جاننے کے لیے دیکھیں:
https://voicepk.net/2022/09/video-shows-tlp-leader-inciting-violence-against-pregnant- ahmadi-women/
https://krosskonnection.pk/2022/10/video-tlp-leader-incites- followers-to-attack-pregnant-ahmadi-women/

10 پارلیمنٹ کی جانب سے عدم اعتماد کے ووٹ کے ذریعے عمران خان کی حکومت کے خاتمے کے بعد اپریل 2022 سے پی ایم ایل-این حکمران اتحاد کا حصہ تھی۔

11 https://www.dawn.com/news/1709751

12 اس تقریر کی ایک ویڈیو یہاں دستیاب ہے:
https://twitter.com/Syyeda14/status/1552372648717570048?ref_src=twsrc%5Etfw%7Ctwcamp%5Etweetembed%7Ctwterm%5E1552381790295408640%7Ctwgr%5E7db3b7aadaec343c499fd3f10a019a9fc3d7e77b%7Ctwcon%5Es3_&ref_url=https%3A%2F%2Fwww.thefridaytimes.com%2F2022%2F07%2F28%2Fsocial-media-shocked-over-imran-khans-comments-about-shirk%2F

13 ستی پر توہین مذہب کی دفعہ 295-Â کے تحت مقدمہ درج کیا گیا تھا۔ اس دفعہ کا تعلق نفرت انگیز تقریر سے ہے۔ دیکھیں:
https://cpj.org/2022/08/punjab-authorities-open-blasphemy-and-defamation-investigation-into-pakistani-journalist-waqar-satti/; https://www.dawn.com/news/1707201

14 https://www.aljazeera.com/news/2022/11/3/pakistan-ex-pm-imran-khan-was-shot-what-where-and-why

15 https://www.dawn.com/news/1719073

16 عمران خان نے پاکستان ڈیموکریٹک موومنٹ (پی ڈی ایم) کے ان دعووں کو مسترد کر دیا کہ ان پر حملہ ایک شوٹر کی انفرادی کارروائی تھی جس نے عوام کو گمراہ کرنے پر انہیں نشانہ بنایا تھا۔

17 سینیٹ نے یہ مسودہ قانون اگست 2023 میں (اس دستاویز کی رپورٹنگ کے عرصے کے بعد) منظور کیا تھا۔ صدر عارف علوی کا کہنا تھا کہ انہوں نے اس بل کی بطور قانون منظوری نہیں دی تھی۔ چنانچہ، اس رپورٹ کو حتمی شکل دیے جانے کے وقت اس کی حیثیت واضح نہیں ہے۔

18 مشتاق احمد چترالی اپنے سوشل میڈیا پر احمدی مخالف پوسٹس شیئر کرتے رہے ہیں۔

:https://www.hrw.org/news/2020/05/08/pakistan-ahmadis-kept-minorities-commission

19 کمیشن کا انتظام وزارت مذہبی امور و بین العقائد ہم آہنگی کے سپرد کر دیا گیا جس سے اس کی خود مختاری متاثر ہوئی۔
https://mora.gov.pk/Detail/NDBhZWViZDUtZmEzOC00ZDlhLWJiMzEtM2MwZDQ zZjNiMWM5

20 https://www.geo.tv/latest/460311-pm-shehbaz-vows-to-protect-right-of-religious-minorities

21 https://thefridaytimes.com/14-Jul-2023/human-rights-defenders-demand-amendments-in-minorities-commission-bill. سینیٹ نے بالآخر اگست 2023 میں اس بل کو مسترد کر دیا تھا۔

22 https://hrcp-web.org/hrcpweb/wp-content/uploads/2020/09/2022-South-Punjab-Excluded-exploited-EN.pdf

23 ان سات اقلیتی عقائد میں مسیحیت، ہندومت، سکھ مت، بہائی، زرتشتیت، کالاشا اور بدھ مت شامل ہیں۔
https://www.nation.com.pk/22-Oct-2022/national-curriculum- for-seven-minority-faiths-launched-in-sindh اور
https://tribune.com.pk/story/2380518/separate-curriculum-for-minorities-likely

24 https://www.dawn.com/news/1740572

25 یہ مراسلہ دسمبر 2022 میں عام کیا گیا تھا اور اس کے بعد 16 جنوری 2023 کو ایک بیان سامنے آیا تھا۔ یہ اقتباس غلامی کی موجودہ شکلوں، اسمگلنگ، بچوں کی فروخت اور استحصال، خواتین کے خلاف امتیازی سلوک اور تشدد، خواتین اور بچوں کے تحفظ، اقلیتوں کے مسائل اور مذہب اور عقیدے کی آزادی سے متعلق اقوام متحدہ کے ماہرین کی طرف سے ہے جنہوں نے حکومت پاکستان کو اس وقت خط لکھا تھا جب 2022 کی آخری سہ ماہی میں ہندو اور مسیحی برادریوں کی خواتین اور لڑکیوں کی جبری تبدیلی مذہب کے چھ واقعات رپورٹ ہوئے تھے۔ دیکھیں:
https://spcommreports.ohchr.org/TMResultsBase/DownLoadPublicCommunicationFile?gId=27585 اور https://www.ohchr.org/en/press-releases/2023/01/pakistan-un-experts-urge-action-coerced-religious-conversions-forced-and

26 فیکٹ فائنڈنگ رپورٹ ستمبر 2023 میں شائع ہوئی لیکن تحقیقات فروری 2023 میں (اس دستاویز کے رپورٹنگ کے عرصے کے دوران) کی گئی تھی۔

27 چندا مہاراج کے علاوہ ایک اور جواں سالہ لڑکی جسمی میگھواڑ کو اغواء کر کے زبردستی ان کا مذہب تبدیل کر دیا گیا۔ یہ کیس مرکزی میڈیا میں بہت کم اور زیادہ تر سوشل میڈیا کے ذریعے رپورٹ ہوا۔ https://krosskonnection.pk/2022/10/another-two-minor-hindu- girls-abducted-in-sindh/

28 https://www.dawn.com/news/1719369

29 https://therisenews.com/2023/01/01/another-hindu-man-succumbed-to-his-injuries-in-five-days-and-his-sister-abducted/ and https://thefridaytimes.com/23-Feb-2023/minorities-live-in-fear-as-allegations-of-forced-conversions-rise-in-pakistan

30 https://dissenttoday.net/featured/man-accused-of-killing-hindu-citizen-and-abducting-his-sister-in-sindh-gets-bail/

31 https://krosskonnection.pk/2023/03/13yo-christian-girl-forcibly-converted-married-in-lahore/

32 https://therisenews.com/2023/02/25/being-hindu-daughters-are-converted-forcibly/

33 سی ایس جے کی جانب سے جنوری تا جولائی کے کیسز سے متعلق فراہم کیے گئے اعداد و شمار

34 اس رپورٹنگ کا زیادہ تر حصہ اوپن سورس سوشل میڈیا پلیٹ فارمز اور آزاد ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کے ذریعے شیئر کی گئیں دستاویزات پر مبنی ہے۔

35 اس رپورٹ کے لیے انسانی حقوق کے دفاع کاروں کے ساتھ کیے گئے انٹرویو

36 پاکستان بھر میں حکومت کے زیر انتظام خواتین اور لڑکیوں کے شیلٹر ہومز

37 جبری شادی سے متعلق دفعہ 498-بی، 16 سال سے کم عمر فرد کے ساتھ جنسی زیادتی اور جنسی تعلقات سے متعلق دفعہ 375 اور 376، کسی خاتون کو اغواء کرنے اور اس پر دباؤ ڈال کر شادی کے لیے اس کی رضامندی حاصل کرنے سے متعلق دفعہ 365-بی، کسی کم سن کو اغواء کرنے سے متعلق دفعہ 361، کسی کم سن کو اغواء کرنے اور اسے غلامی یا جنسی زیادتی کا نشانہ بنانے سے متعلق دفعہ 364۔ ضابطہ تعزیرات پاکستان دیکھیں: https://www.pakistani.org/pakistan/legislation/1860/actXLVof1860.html

38 سندھ نے کم عمری کی شادی کی ممانعت کا ایکٹ 2023 میں منظور کیا جس میں مردوں اور خواتین دونوں کے لیے شادی کی کم از کم عمر 18 سال مقرر کی گئی۔

39 https://tribune.com.pk/story/2420803/forced-conversion-sparks-heated-debate-in-sindh-pa; https://www.brecorder.com/news/40246753

40 https://www.ucanews.com/news/pakistan-christians-slam-religious-ministrys-seminar/100233#:~:text=Pir%20Abdul%20Haq%2C%20alias%20Mian,extremism%2C%20said%20a%20Christian%20leader.

41 https://www.dawn.com/news/1725577

42 https://krosskonnection.pk/2023/02/muslim-neighbour-throws-acid-at-christian-girl-for-refusing-romantic-overtures/

43 https://voicepk.net/2023/01/missing-christian-teenage-girl-found-dead

44 https://www.dawn.com/news/1729273; https://edition.cnn.com/2022/12/30/asia/pakistan-sindh-hindu-woman-body-mutilated- intl-hnk/index.html; https://www.thenews.com.pk/print/1032004-her-name-was-daya- bheel

45 https://www.aajenglish.tv/news/30326058; https://thefridaytimes.com/03-Jul-2023/christian-widow-gang-raped-murdered-in-lahore

46 https://voicepk.net/2023/04/forum-calls-for-5-party-tickets-for-minorities-in-general-elections/; https://loksujag.com/story/christian-divorce-problem-eng; https://tnnenglish.com/christian-marriages-and-divorce-laws-are-causing-issues-to- women/

47 https://www.uscirf.gov/religious-prisoners-conscience/forb-victims-database/notan-lal

48 سندھ میں بچوں کے حقوق کے کارکن اور نوتن لال کے وکیل کے ساتھ کیے گئے انٹرویو

49 https://www.dawn.com/news/1697664.

50 عمران رحمٰن کے خلاف ضابطہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295-اے اور بی، 298، اور پیکا کی دفعہ 11، اور انسداد دہشت گردی ایکٹ کی دفعہ 6، 8، 9 اور 7 کے تحت مقدمہ درج کیا گیا۔

51 https://www.asianews.it/news-en/Christian-tortured-in-prison-to-'confess'-to-blasphemy-57130.html; https://www.pakchristiannews.com/details/488

52 https://morningstarnews.org/2023/07/christian-charged-with-blasphemy-under-pakistans-terrorism-law/; https://thefridaytimes.com/12-Jul-2023/petition-seeking-removal-of-terrorism-charges-against-blasphemy-accused-dismissed

53 https://www.dawn.com/news/1717189

54 https://krosskonnection.pk/2023/01/christian-sanitary-worker-charged-with-blasphemy-over-alleged-social-media-posts/

55 https://tribune.com.pk/story/2388702/court-dismisses-post-arrest-bails-in-blasphemy-cases

56 https://www.dawn.com/news/1696764

57 https://www.dawn.com/news/1724073/dir-resident-gets-death-prison-terms-over-blasphemy-other-religious-offences

58 https://www.csw.org.uk/2023/05/22/press/6003/article.htm and https://www.pakistantoday.com.pk/2023/05/20/family-christian-boys-accused-of-blasphemy-after-argument-with-policeman/

59 اس رپورٹ کی تیاری کے دوران ایف آئی آرز کا جائزہ لیا گیا۔

60 پی پی سی کی دفعہ 295-اے، 153-اے، اور پیکا کی دفعہ 11 نفرت انگیز تقریر سے متعلق قوانین ہیں۔ ملزم کو یوٹیوب پر تبصروں کی بناء پر نشانہ بنایا گیا۔

61 ایف آئی آر اور عدالتی حکم کا جائزہ لیا گیا

62 فیصلہ یہاں ملاحظہ کریں: https://sys.lhc.gov.pk/appjudgments/2022LHC8819.pdf

63 ضابطہ تعزیرات پاکستان (1860): https://pakistancode.gov.pk/english/UY2FqaJw1-apaUY2Fqa-apaUY2Npa5lo-sg-jjjjjjjjjjjj. توہین مذہب اور مذہب سے متعلق جرائم کے بارے میں مزید جاننے کے لیے ملاحظہ کریں: https://www.hrw.org/reports/1993/pakistan/

64 https://spcommreports.ohchr.org/TMResultsBase/DownLoadPublicCommunicationFile?gId=27923

65 https://www.fides.org/en/news/72725-ASIA_PAKISTAN_Bail_granted_to_three_Christians_accused_of_blasphemy

66 ملزم کے وکیل کا انٹرویو کیا گیا اور قانونی دستاویزات کا جائزہ لیا گیا۔

67 https://thefridaytimes.com/15-May-2023/bail-granted-to-christian-woman-muslim-gardener-in-blasphemy-case; https://krosskonnection.pk/2023/05/christian-woman-falsely-charged-with-blasphemy-gets-bail/

68 اس سیکشن میں اس رپورٹ کی مدت کے بعد کے اعداد و شمار بھی شامل ہیں جنہیں مسئلے کی شدت کو دیکھتے ہوئے بیان کرنا مناسب سمجھا گیا۔

69 توہین مذہب کے کیسز اعداد و شمار مکمل نہیں ہیں اور یہ بنیادی تحقیق کے ذریعے اکٹھے نہیں کیے گئے۔ اس رپورٹ میں حکومتی ذرائع سمیت مختلف ذرائع سے حاصل کیے گئے اعداد و شمار پیش کیے گئے ہیں تا کہ توہین مذہب کے واقعات کی وسعت اور شدت کو بیان کیا جا سکے۔

70 https://prisons.punjab.gov.pk/system/files/Crime%20Wise_0.pdf (13 December) اور https://prisons.punjab.gov.pk/crime_wise_population. سابقہ ڈیٹا 28 اگست 2023 کو اپ ڈیٹ کیا گیا تھا۔ یہ یو آر ایل اب قابلِ رسائی نہیں رہا لیکن یہ پہلے یہاں دستیاب تھا: https://prisons.punjab.gov.pk/system/files/Crime%20Wise28.08.2023.pdf

71 توہین مذہب سے متعلق یہ اعداد و شمار سندھ حکومت کے محکمہ جیل خانہ جات و مراکز اصلاح نے فراہم کیے ہیں۔

72 https://www.pakchristiannews.com/details/488 (p. 12).

73 https://www.fia.gov.pk/files/publications/1570609486.pdf (p. 88).

74 https://www.fia.gov.pk/files/publications/388759809.pdf (p. 38).

75 https://www.thenews.com.pk/tns/detail/999933-fia-gets-a-blasphemy-cell

76 24 مارچ 2023 کو جاری کردہ پریس ریلیز کا جائزہ لیا گیا۔ 26 مارچ تک، اے ایف پی ملزم کو سزائے موت سنائے جانے کی اطلاع دی تھی۔

77 https://www.brecorder.com/news/40233413

78 ٹی ٹی این آر پی کی جانب سے ای میل کے ذریعے بھیجے گئے بیان میں کیے گئے دعوے

79 https://www.hrw.org/news/2018/02/05/pakistani-professors-endless-blasphemy-trial

80 گوجرانوالہ میں توہین مذہب کے الزام کے بعد مشتعل ہجوم نے احمدیوں کے درجنوں گھروں کو نذرِ آتش کر دیا جس کے نتیجے میں تین افراد ہلاک ہوئے۔

81 https://mora.gov.pk/NewsDetail/NWRmNzFlOTctOGE5YS00YTM1LThiYWMtMTFl NWNjNTc4Y2E5

82 ویڈیو یہاں دیکھیں: https://twitter.com/LCBPOfficial/status/1671544253162606593 and story:: https://twitter.com/LCBPOfficial/status/1669359209161564163/photo/1

83 ویڈیو دیکھیں: https://www.youtube.com/watch?v=lKesQHAmZxw

84 حسن معاویہ 2013 سے احمدی برادری کے خلاف نفرت انگیز مہم چلا رہا ہے۔ دیکھیں: https://www.aljazeera.com/news/2021/7/26/ahmadi-persecution-pakistan-blasphemy-islam اور https://nayadaur.tv/05-Oct-2020/prime-minister-khan-s-not-so-special- representative-on-religious-harmony

85 اس رپورٹ کے لیے کیس کی تفصیلات کا جائزہ لیا گیا۔

86 این جی اوز اور انسانی حقوق کے ادارے یو پی آر کے زیر جائزہ ریاستوں کے انسانی حقوق سے متعلق ریکارڈ کی تفصیلات بطور 'فریقین' جمع کرا سکتے ہیں۔ https://www.ohchr.org/en/hr-bodies/upr/ngos-nhris

87 https://www.catholicnewsagency.com/news/252172/pakistani-civil-society-rejects-government-s-allegations-against-catholic-rights-group

88 فروری 2023 میں، انسانی حقوق کے دفاع کاروں، اظہار رائے، اجتماع اور انجمن سازی کی آزادی، اور اقلیتی امور سے متعلق اقوام متحدہ کے خصوصی نمائندوں نے حکومت پاکستان کو خط لکھا جس میں سی ایس جے کے خلاف انتقامی کارروائیوں کی تفصیلات بیان کی گئیں۔ یہ مراسلہ خط لکھے جانے کے 60 دن کے بعد منظر عام پر آیا: https://spcommreports.ohchr.org/TMResultsBase/DownLoadPublicCommunicationFile?gId=27846

89 اس رپورٹ کے لیے جن دستاویزات کا جائزہ لیا گیا، اور بین الاقوامی تنظیمیں مذکور وکیل/انسانی حقوق کے دفاع کار کی زندگی کو لاحق سنگین خطرات کی نشاندہی کرتی ہیں۔

90 https://www.dawn.com/news/1753643

91 ختم نبوت کونسل کئی مدرسوں کا انتظام چلا رہی ہے اور طویل عرصے سے احمدی مخالف مہم جاری رکھے ہوئے ہے۔
92 https://spcommreports.ohchr.org/TMResultsBase/DownLoadPublicCommunicationFile?gId=28285
93 مسیحی اور احمدی برادری کی نمائندگی کرنے والے وکیلوں کے ساتھ کیے گئے انٹرویو۔
94 https://www.aajenglish.tv/news/30320041
95 https://spcommreports.ohchr.org/TMResultsBase/DownLoadPublicCommunicationFile?gId=27923
96 ایچ آرسی پی کے ساتھ کیے گئے انٹرویو اور منتخب شدہ پوسٹس کا جائزہ۔
97 https://www.thefridaytimes.com/2022/08/12/ahmadi-man-stabbed-to-death-by-fanatic- in-chenab-nagar/
98 https://voicepk.net/2022/08/press-release-sadr-anjuman-ahmadiyya-pakistan/
99 https://www.dawn.com/news/1738773
100 https://www.dawn.com/news/1738229/elderly-man-killed-one-of-killers-also-found-dead-later
101 https://www.dawn.com/news/1745255/sikh-trader-shot-dead-in-peshawar
102 https://e.thenews.com.pk/detail?id=189757
103 https://voicepk.net/2023/04/daesh-lay-claim-to-target-killing-of-christian-sikh-men- in- peshawar/ and https://www.dawn.com/news/1764015
104 https://www.dawn.com/news/1761338/sikh-shopkeeper-injured-in-peshawar-firing; https://e.thenews.com.pk/detail?id=214557
105 https://www.dawn.com/news/1706525; https://www.dawn.com/news/1706235
106 https://www.dawn.com/news/1706220
107 https://www.dawn.com/news/1707893
108 https://voicepk.net/2022/10/disabled-ghotki-youth-killed-over-blasphemy-accusation/
تفصیلات کے لیے بی بی سی ورلڈ کی یہ اردو رپورٹ دیکھیں: https://www.bbc.com/urdu/pakistan-63102566
109 https://apnews.com/article/chinese-national-released-blasphemy-pakistan-a3b16a38010ec5938eaf86fce7f2059b
110 https://tribune.com.pk/story/2415515/pti-supporter-cleric-lynched-in-mardan and https://www.aljazeera.com/news/2023/5/7/pakistani-man-lynched-over-alleged- blasphemy-remarks-during-rally
111 احمدی کمیونٹی کے ترجمان کے ساتھ انٹرویو اور جولائی 2023 کی رپورٹس۔
112 ایچ آرسی پی کے ساتھ کیے گئے انٹرویو۔
113 https://hrcp-web.org/hrcpweb/wp-content/uploads/2020/09/2023-Attacks-on-religious-minorities-sites-of-worship.pdf
114 پنجاب کے علاقے محمود آباد میں ایک ایسی ہی عبادت گاہ کو ستمبر 2023 میں تباہ کر دیا گیا۔
115 https://www.supremecourt.gov.pk/downloads_judgements/crl.p._916_l_2021.pdf
116 اس رپورٹ کے لیے جن ایف آئی آرز کا جائزہ لیا گیا۔
117 ٹی ایل پی کا نفرت انگیز مہم پر مبنی مواد جس کا اس رپورٹ کے لیے جائزہ لیا گیا۔
118 اس حکم نامے کا موضوع تھا: نماز عید کے اجتماعات سے متعلق ہدایات۔
119 اس رپورٹ کے لیے دونوں مذکورہ نوٹیفکیشنز کا جائزہ لیا گیا۔
120 ان میں سے ایک وکیل کے ساتھ کیا گیا انٹرویو اور وہ ایف آئی آرز جن کا جائزہ لیا گیا۔
121 https://www.dawn.com/news/1693939/hindu-temple-vandalised-in-karachis-korangi-area
122 https://www.dawn.com/news/1765098
123 https://www.dawn.com/news/1765062
124 https://www.nation.com.pk/18-Jul-2023/security-for-hindu-temples-beefed-up-across-province-sindh-assembly-told
125 https://thefridaytimes.com/08-Jul-2022/police-allegedly-desecrate-53-ahmadi-graves-in-gujranwala-days-before-eid. ایچ آرسی پی کے ایک فیکٹ فائنڈنگ نے بھی پولیس کی جانب سے کمیونٹی کی قبروں پر اس حملے کی تصدیق کی۔
126 https://thefridaytimes.com/24-Aug-2022/unidentified-miscreants-desecrate-16-ahmadiyya-graves
127 https://thefridaytimes.com/29-Nov-2022/ahmadi-graves-in-punjab-s-hafizabad-desecrated
128 https://www.dawn.com/news/1713202
129 https://hrcp-web.org/hrcpweb/wp-content/uploads/2020/09/2022-South-Punjab-Excluded-exploited-EN.pdf (p. 7).
130 https://www.youtube.com/watch?v=qjS7mo9BlDk
131 https://www.thenews.com.pk/print/1041123-christian-community-facing-shortage-of-graveyards
132 اسلامی کیلنڈر کا پہلا مہینہ جو تمام مسلمانوں، خاص طور پر شیعہ مسلمانوں کے لیے خاص مذہبی اہمیت کا حامل ہے۔
133 https://www.dawn.com/news/1702608
134 https://www.dawn.com/news/1710601

135 متاثرہ فرد ایک ذاکر (شیعہ اسکالر) تھا۔ پاکستان میں شیعہ برادری پر توجہ مرکوز رکھنے والی ڈیجیٹل مطبوعات کی رپورٹس بتاتی ہیں کہ اشرف جلالی کی زیر قیادت تحریک لبیک یا رسول اللہ شیعہ خطیب کی ٹارگٹ کلنگ میں ملوث تھی: -https://shiawaves.com/english/news/islam/pakistan/86005-pakistan-sialkot-arbaeen-procession-attacked/; https://shiawaves.com/english/news/islam/pakistan/86306-shia- reciter-martyred-in-sialkot/; https://shiite.news/featured/item/146880-zakir-naveed- ashiq-ba-martyred-during-the-majlis-in-sialkot/

136 https://www.reuters.com/world/asia-pacific/shooting-kills-seven-teachers-northwest-pakistan-school-geo-tv-2023-05-04/

137 یہاں ایچ آر سی پی کے جولائی 2023 کے بیان کا حوالہ دیا گیا ہے کیونکہ اس کا تعلق اس فرقہ وارانہ تناؤ سے ہے جو اس رپورٹ کے زیر جائزہ عرصے کے دوران کرم میں دیکھا گیا۔

138 https://twitter.com/HRCP87/status/1678693624090099712?ref_src=twsrc%5Etfw%7Ctwcamp%5Etweetembed%7Ctwterm%5E1678693629127426049%7Ctwgr%5E9826b588d930268eeee4c53dcc9bbb7de8566b75%7Ctwcon%5Es2_&ref_url=https%3A%2F%2Fwww.dawn.com%2Fnews%2F1764149; https://www.pakistantoday.com.pk/2023/07/10/parachinar-elders-decry-institutions-inaction-to-prevent-cross-border-terrorism/

139 https://www.geo.tv/latest/479432-eye-specialist-dr-birbal-genani-gunned-down-in-karachi

140 https://www.dawn.com/news/1741019